بانی: حکیم الامت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

مجلس صیانۃ المسلمین پاکستان کا ترجمان

ماہنامہ

الصیانۃ

لاہور

ذوالقعدہ ۱۴۴۵ھ / مئی 2024ء

بانی:

حضرت مولانا مفتی وکیل احمد خان شیروانی نور اللہ مرقدہ

ماهنامه
اَلصِّیَانَة
لاہور

بیاد

حکیم الامت مجدد ملت
حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہ

- حضرت مولانا حافظ جلیل احمد خان شیروانی رحمہ اللہ
- حضرت مولانا مفتی محمد حسن رحمہ اللہ، بانی جامعہ اشرفیہ
- حضرت مولانا محمد مسیح اللہ خان شیروانی رحمہ اللہ
- عارف باللہ حضرت مولانا فقیر محمد پشاوری رحمہ اللہ
- محی السنہ حضرت اقدس مولانا شاہ ابرار الحق رحمہ اللہ
- خلفائے کرام حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہ

- فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی رحمہ اللہ
- حضرت مولانا محمد عبید اللہ القاسمی رحمہ اللہ
  (سابق صدر مجلس صیانۃ المسلمین)
- نجم العلماء حضرت مولانا سید محمد نجم الحسن تھانوی رحمہ اللہ
  (سابق صدر مجلس صیانۃ المسلمین)
- فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی سید عبد الشکور ترمذی رحمہ اللہ
  بانی جامعہ حقانیہ ساہیوال سرگودھا
- شیخ الحدیث حضرت مولانا نذیر احمد رحمہ اللہ
  بانی جامعہ امدادیہ فیصل آباد (سابق نائب صدر مجلس صیانۃ المسلمین پاکستان)
- عارف باللہ الحاج نواب عشرت علی خان قیصر رحمہ اللہ
- شیخ العرب والعجم حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر رحمہ اللہ
- حضرت مولانا شیخ سلیم اللہ خان رحمہ اللہ
  بانی وسابق مہتمم جامعہ فاروقیہ کراچی، سابق صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان
- حضرت مولانا وکیل احمد خان شیروانی رحمہ اللہ
  (سابق روح رواں ناظم نشر و اشاعت مجلس صیانۃ المسلمین، پاکستان)
- حضرت مولانا عبد الدیان سلیمی رحمہ اللہ
  (سابق ناظم عمومی مجلس صیانۃ المسلمین، پاکستان)
- شیخ الحدیث حضرت مولانا مشرف علی تھانوی رحمہ اللہ
  سابق مہتمم: جامعہ دار العلوم الاسلامیہ، لاہور
- حضرت مولانا صوفی محمد سرور رحمہ اللہ
  سابق شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور، رئیس جامعہ عبد اللہ بن عمر
- حضرت کرنل (ر) ارشد ایاز صاحب رحمہ اللہ
- حضرت ڈاکٹر عقیل الدین صدیقی صاحب رحمہ اللہ

بہ برکت دعا

- حلیم الامت حضرت مولانا حکیم محمد مظہر صاحب مدظلہ العالی
  مہتمم: جامعہ اشرف المدارس و خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، کراچی
- حضرت مولانا مفتی محمد طیب صاحب مدظلہ العالی
  مہتمم: جامعہ امدادیہ فیصل آباد (نائب صدر مجلس صیانۃ المسلمین، پاکستان)
- حضرت احمد کلیم صاحب دامت برکاتہم

ذوالقعدہ ۱۴۴۵ھ
مئی 2024ء

جلد نمبر: 33
شمارہ نمبر: 3

بانی: حکیم الامت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

مجلس صیانۃ المسلمین پاکستان کا ترجمان

ماہنامہ

الصّیانۃ

لاہور

Monthly: Assyanah Lahore

بانی و بفیض دعا:

حضرت مولانا مفتی وکیل احمد خان شیروانی نور اللہ مرقدہ

زیرِ سرپرستی

شفیق الاُمّت حضرت مولانا فضل الرحیم صاحب مدظلہ العالی
مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور صدر مجلس صیانۃ المسلمین (پاکستان)

حضرت مولانا قاری ارشد عُبید صاحب مدظلہ العالی
نائب مہتمم و ناظمِ اعلیٰ جامعہ اشرفیہ، لاہور

مدیر
خلیل اشرف خان شیروانی

مدیر معاون
عامر خان شیروانی

ناظم
محمد یاسر نور
استاذ جامعہ اشرفیہ، لاہور

اندرونِ ملک
چندہ فی پرچہ 50 روپے
سالانہ چندہ 600 روپے
سالانہ خصوصی تعاون 1200 روپے

بیرونی ممالک
100 امریکی ڈالر

خط و کتابت کیلئے

ماہنامہ الصّیانۃ و مجلس صیانۃ المسلمین پاکستان

صدر دفتر جامعہ اشرفیہ فیروزپور روڈ، لاہور
Ph: 042-37429732, 0300-8873007

بیت الاشرف، 78-اے بلاک ماڈل ٹاؤن لاہور، پاکستان۔
Cell: 0333-4409994

0333-4409994 twitter.com/assyanah assyanahpk@gmail.com

ایزی پیسہ/جاز کیش اکاؤنٹ نمبر، بنام خلیل اشرف 0314-4294421
رقم (چندہ) بھیج کر اطلاع ضرور کریں۔
برائے رابطہ فون کال/واٹس اپ
0300-8873007, 0333-4409994

ماہنامہ
الصیانۃ لاہور
بانی
حکیم الامت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ
ذوالقعدہ ۱۴۴۵ھ، مئی 2024ء

فہرست

قارئین کی سہولت کے پیشِ نظر سرچ ایبل پی ڈی ایف پیشِ خدمت ہے۔ فہرست میں لکھے عنوان یا مصنف کے نام پر کلک کریں اور مطلوبہ مضمون کا مطالعہ فرمائیں۔ جزاك الله خيرا

نمبر	عنوان	مصنف	صفحہ
1	حمد باری تعالیٰ	حضرت ڈاکٹر منیر احمد اشرفی رحمہ اللہ	3
2	نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم	مولانا سید محمد فہیم ترمذی زید مجدہٗ	4
3	درسِ قرآنِ کریم	مولانا مفتی سید عبد القدوس ترمذی صاحب دامت برکاتہم	5
4	درس حدیث	شفیقُ الاُمت حضرت مولانا حافظ فضلُ الرحیم صاحب مدظلہ العالی	8
5	حج میں عشق و محبت کا رنگ	حکیم الاُمت مجدّد ملت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہ	11
6	حج کیسے کریں؟	حضرت مولانا محمد یوسف خان صاحب مدظلہ العالی	12
7	اشرف المقالات	حضرت مولانا مفتی وکیل احمد خان شیروانی نور اللہ مرقدہٗ	25
8	مجالس مسیح الامت	حضرت مولانا شاہ محمد مسیح اللہ خان شیروانی رحمہ اللہ	30
8	روحِ تصوّف	حضرت مولانا مفتی محمد شفیع عثمانی رحمہ اللہ	35
10	چودھویں صدی کے مجدد حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ کا فیضان	حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب رحمہ اللہ	36
11	تذکرہ: حضرت مولانا محمد اکرم کاشمیری صاحب قدس سرہٗ تعالیٰ	مولانا محمد افضال خان اشرفی	42
12	حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ کا دعوت و تربیت کا اسلوب	حضرت مولانا ڈاکٹر محمد سعد صدیقی صاحب مدظلہ	46
13	حج کیا ہے؟	حضرت مولانا محمد اسماعیل ریحان صاحب مدظلہ العالی	51
14	فلسطین کی پکار، شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ	حافظ عبد اللہ اسد	55
15	تصحیح قرآن کی ضرورت	از: ادارہ	57
16	مسنون دُعائیں	مفتی عبد الصمد ساجد	59

واپس فہرست پر جانے کے لیے اس تیر کے نشان کو کلک کریں۔

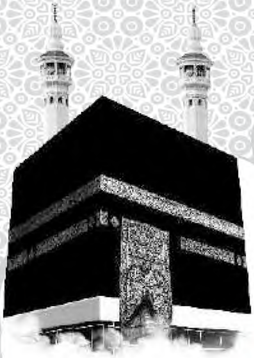

مجلس صیانۃ المسلمین پاکستان
حکیم الامت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ
بانی
ماہنامہ الصیانۃ لاہور
ذوالقعدہ ۱۴۴۵ھ، مئی 2024ء

حمدِ باری تعالیٰ

حضرت ڈاکٹر منیر احمد اشرفی رحمہ اللہ۔ (سابق صدر مجلس صیانۃ المسلمین فیصل آباد)

ساون بھی مرا تُو ہے، مری پیاس بھی تُو ہے
صحرا کی وسعتوں میں چھُپی ، آس بھی تُو ہے

دیکھوں تو بہت دُور بہت دُور ہوں تجھ سے
احساس کے لمحوں میں ، میرے پاس بھی تُو ہے

دھڑکن میں مرے دل کی چھُپا درد ہے تیرا
ہر درد میں ، تسکین کا احساس بھی تُو ہے

کھو دُوں اگر ، تو زندگی ، ویران ہے میری
پا لُوں جو تجھے ، جینے کا انفاس بھی تُو ہے

لکھتا ہوں ، ترا نام ہی بنتا ہے قلم سے
پڑھتا ہوں، تو الفاظ کا مقیاس بھی تُو ہے

دُنیا ہو ، قبر ہو ، یا کہ میدانِ حشر ہو
اس اشرفی کا مان بھی تُو ، آس بھی تُو ہے

واپس فہرست پر جانے کے لیے اس تیر کے نشان کو کلک کریں۔

حکیم الامت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ
بانی
ماہنامہ الصیانۃ لاہور
ذوالقعدہ ۱۴۴۵ھ، مئی 2024ء

نعتِ رسولِ مقبول ﷺ

مولانا سید محمد فہیم ترمذی زید مجدہٗ

سر تھامے رہ جاتے ہیں اصحابِ سخن اربابِ فَن
نعت میں آڑے آ جاتا ہے لفظوں کا بے معنی پَن

جن کا کرم ہے میرا تخیّل، جن کی عطا ہے میرا سخن
اُن پہ فدا ہر زاویۂ فَن اُن پہ تصدق تَن، مَن، دَھن

شامِ ابد کی آخری شمع! صبحِ ازل کی پہلی کرن!
دونوں ترے منت کش احساں ارضِ قدیم و چرخِ کُہن

صدقِ مقال و حسنِ عمل میں اُن کا کوئی پاسنگ نہیں
وحیِ سراپا ذات ہے اُن کی، حق کی زباں ہے اُن کا سخن

غم دنیا کے ایک طرف سب ، اُن کا تصور ایک طرف
خنداں خنداں ، روشن روشن ، چمن چمن ، گلشن گلشن

کیا کہنے ہاں شہرِ نبی میں رہنے والوں کے کیا کہنے
دنیا میں فردوسِ مدینہ عقبیٰ میں بستانِ عدن

کوہ و دمن سے سرو وسمن تک دیدہ و دل تا روح و بدن
صلِّ علیٰ کا نور ہے پیارے! دھرتی دھرتی گگن گگن

نعت میں کیا اعجاز کسی کا؟ سب اُس نام کا صدقہ ہے
چشمِ بصیرت، فکرِ توانا، ندرتِ معنیٰ ، شوکتِ فَن

کس نے کہا اِک لفظ بھی میرا اُن کی ثنا میں شامل ہے؟
یہ تو فہیمؔ الہام ہے قطعاً حرفاً حرفاً واقعتا

۱۴/۶/۱۴۴۲ھ

واپس فہرست پہ جانے کے لیے ایرو کے نشان کو کلک کریں۔

مجلس صیانۃ المسلمین پاکستان
بانی
حکیم الامت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

درسِ قرآنِ کریم

مولانا مفتی سیّد عبد القدوس ترمذی صاحب دامت برکاتہم

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

وَقُلۡنَا يٰٓاٰدَمُ اسۡكُنۡ اَنۡتَ وَزَوۡجُكَ الۡجَنَّةَ وَكُلَا مِنۡهَا رَغَدًا حَيۡثُ شِئۡتُمَا ۖ وَلَا تَقۡرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوۡنَا مِنَ الظّٰلِمِيۡنَ ۔ (سورہ بقرہ، آیت نمبر 35)

ترجمہ: اور ہم نے کہا اے آدم رہا کر، تو اور تیری عورت جنت میں اور کھاؤ اس میں جو چاہو، جہاں کہیں سے چاہو اور پاس مت جانا اس درخت کے پھر تم ہو جاؤ گے ظالم۔

تفسیر

اور ہم نے حکم دیا کہ اے آدم علیہ السلام تم اور تمہاری بی بی (جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے آدم علیہ السلام کی پسلی سے کوئی مادہ لے کر بنا دیا تھا) جنت میں رہا کرو، پھر کھاؤ دونوں اس میں سے بافراغت (خوب سیر ہو کر لطف اندوز ہوتے رہو اور مزے سے کھاؤ، پیو) جس جگہ سے چاہو اور اس درخت کے نزدیک نہ جانا ورنہ تم بھی انہی میں شمار ہو جاؤ گے جو اپنا نقصان کر بیٹھے ہیں (خدا جانے وہ کیا درخت تھا مگر اس کے کھانے سے منع فرما دیا۔ (معارف القرآن عثمانی)

اور پھر آقا کو اختیار ہے کہ اپنے گھر کی چیزوں سے غلام کو جس چیز کے برتنے کی چاہے اجازت دیدے اور جس چیز کو چاہے منع کر دے پس آدم وحوا علیہما السلام کو شیطان نے اس درخت کی وجہ سے پھسلایا، سو نکال کر ہی رہا ان کو اس عیش سے جس میں وہ تھے اور ہم نے کہا کہ نیچے اترو تم میں سے بعضے بعضوں کے دشمن رہیں گے اور تم کو زمین پر کچھ عرصہ ٹھہرنا ہے اور کام چلانا ایک میعاد معین تک (یعنی وہاں جا کر بھی دوام نہ ملے گا کچھ عرصہ کے بعد وہ گھر بھی چھوڑنا پڑے گا)۔

واپس فہرست پر جانے کے لیے اس تیر کے نشان کو کلک کریں۔

معارف ومسائل

یہ آدم علیہ السلام کے قصہ کا تکملہ ہے جس میں بیان کیا گیا ہے کہ جس آدم علیہ السلام کی فضیلت اور خلافت ارضی کیلئے صلاحیت فرشتوں پر واضح کر دی گئی انہوں نے تسلیم کرلیا اور ابلیس اپنے تکبر اور معارضہ کی وجہ سے کافر ہو کر نکال دیا گیا تو آدم علیہ السلام اور ان کی زوجہ حوّا علیہا السلام کو یہ حکم ملا کہ تم دونوں جنت میں رہو اور اس کی نعمتوں سے فائدہ اٹھاؤ مگر ایک معین درخت کے لئے یہ ہدایت کی کہ اس کے پاس نہ جانا یعنی اس کے کھانے سے مکمل پرہیز کرنا شیطان جو آدم علیہ السلام کی وجہ سے مردود ہوا وہ خار کھائے ہوئے تھا اس نے کسی طرح موقع پا کر اور مصلحتیں بتلا کر ان دونوں کو اس درخت کے کھانے پر آمادہ کر دیا ان کی لغزش کی وجہ سے ان کو بھی یہ حکم ملا کہ اب تم زمین پر جا کر رہو اور یہ بھی بتلا دیا کہ زمین کی رہائش جنت کی طرح بے غل وغش نہ ہوگی بلکہ آپس میں اختلافات اور دشمنیاں بھی ہوں گی جس سے زندگی کا لطف پورا نہ رہے گا۔

وَقُلْنَا يٰۤاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ

ترجمہ: اور ہم نے کہا کہ اے آدم (علیہ السلام)! ٹھہرو تم اور تمہاری زوجہ جنت میں۔

یہ واقعہ حضرت آدم (علیہ السلام) کی تخلیق اور ملائکہ کے سجدہ کے بعد کا ہے بعض حضرات نے اس سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ یہ تخلیق اور سجدہ کا واقعہ جنت سے باہر کہیں ہوا ہے اس کے بعد جنت میں داخل کیا گیا لیکن ان الفاظ میں یہ مفہوم یقینی نہیں بلکہ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ تخلیق بھی جنت میں ہوئی اور سجدے کا واقعہ بھی جنت میں پیش آیا مگر اس وقت تک ان کو کوئی فیصلہ اس کے متعلق نہیں سنایا گیا تھا کہ آپ کا مسکن و مستقر کہاں ہوگا اس واقعہ کے بعد یہ فیصلہ سنایا گیا۔

وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا۔ "رَغَدًا" کے معنی عربی لغت میں اس نعمت ورزق کے ہیں جس کے حاصل کرنے میں کوئی محنت ومشقت بھی نہ ہو اور وہ اتنی کثیر اور وسیع ہو کہ اس کے کم یا ختم ہوجانے کا خطرہ نہ ہو، تو اب اس جملہ کے معنی یہ ہوئے کہ آدم وحوّا علیہما السلام کو فرمایا کہ جنت کے پھل بافراغت استعمال کرتے رہو نہ ان کے حاصل کرنے میں تمہیں کسی محنت کی ضرورت ہوگی اور نہ یہ فکر کہ یہ غذا ختم یا کم ہوجائے گی۔

وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ کسی خاص درخت کی طرف اشارہ کر کے فرمایا گیا کہ اس کے قریب نہ جاؤ اصل مقصد تو یہ تھا کہ اس کا پھل نہ کھاؤ مگر تاکید کے طور پر عنوان یہ اختیار کیا گیا کہ اس کے پاس بھی نہ جاؤ اور مراد یہی ہے کہ کھانے کے لئے اس کے پاس نہ جاؤ یہ درخت کون سا تھا قرآن کریم نے متعین نہیں کیا اور کسی

واپس فہرست پر جانے کے لیے
اس تیر کے نشان پر کلک کریں۔

مستند حدیث میں بھی اس کی تعین مذکور نہیں ائمہ تفسیر میں سے کسی نے گندم کا درخت قرار دیا کسی نے انگور کا کسی نے انجیر کا مگر جس کو قرآن و حدیث نے مبہم چھوڑا ہے اس کو متعین کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے (قرطبی)۔

حضرت کاندھلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: درخت کے تعین میں علماء کے اقوال مختلف ہیں، کسی آیت یا صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے کہ وہ کون سا درخت تھا، گیہوں کا درخت تھا یا انجیر کا، زیتون کا تھا یا انگور کا، سلف وخلف (پہلے اور بعد کے زیادہ تر علماء) میں مشہور یہی ہے کہ وہ گیہوں کا درخت تھا اور اصل حقیقت خدا ہی کو معلوم ہے، حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: اس کا علم ہونا کوئی خاص فائدہ منداور نفع کی چیز نہیں ہے کہ جسے جاننا ضروری ہو، اوراس کے نہ جاننے سے کوئی نقصان بھی نہیں ہے"، معارف کاندھلوی رحمہ اللہ۔

فَتَكُونَا مِنَ الظّٰلِمِينَ یعنی اگر آپ نے اس شجر ممنوعہ کو کھایا تو آپ ظالموں میں داخل ہو جائیں گے۔

آیات مذکورہ سے متعلقہ مسائل و احکام شرعیہ

اُسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ میں حضرت آدم وحوا علیہما السلام دونوں کے لئے جنت کو مسکن بنانے کا ارشاد ہے جس کو مختصر لفظوں میں یوں بھی کہا جاسکتا ہے "اُسْكُنَا الْجَنَّةَ" یعنی آپ دونوں جنت میں رہیں جیسا کہ اس کے بعد "كلا" (آپ دونوں کھاؤ) اور "لا تقربا" (آپ دونوں قریب نہ جانا) میں دونوں کو ایک ہی صیغہ میں جمع کیا گیا ہے مگر یہاں اس کے خلاف "اَنْتَ وَزَوْجُكَ" (آپ اور آپ کی بیوی) کے الفاظ کو اختیار کرنے میں مخاطب صرف حضرت آدم (علیہ السلام) کو قرار دیا اور انہی سے فرمایا کہ آپ کی زوجہ بھی جنت میں رہے اس میں دو مسئلوں کی طرف اشارہ ہے:

مسئلہ: اول یہ کہ بیوی کے لئے رہائش کا انتظام شوہر کے ذمہ ہے دوسرے یہ کہ سکونت میں بیوی شوہر کے تابع ہے جس میں شوہر رہے اس میں اس کو رہنا چاہئے۔

مسئلہ: لفظ "اُسْكُنْ" میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ اس وقت ان دونوں حضرات کے لئے جنت کا قیام محض عارضی تھا دائمی قیام جو شان ملکیت کی ہوتی ہے وہ نہ تھی کیونکہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم میں تھا کہ آئندہ ایسے حالات پیش آئیں گے کہ آدم وحوا علیہما السلام کو جنت کا مکان چھوڑنا پڑے گا نیز جنت کا استحقاق ملکیت ایمان اور عمل صالح کر کے معاوضہ میں حاصل ہوتا ہے جو قیامت کے بعد ہوگا اسی سے حضرات فقہاء نے یہ مسئلہ اخذ کیا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کو کہے کہ میرے گھر میں رہا کرو یا یہ کہ میرا گھر تمہارا مسکن ہے اس سے مکان کی ملکیت اور دائمی استحقاق اس شخص کو حاصل نہیں ہوتا (قرطبی)۔

واپس فہرست پر جانے کے لیے اس تیر کے نشان پر کلک کریں۔

حکیم الامت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ
بانی
ماہنامہ الصیانۃ لاہور
ذوالقعدہ ۱۴۴۵ھ، مئی 2024ء

درسِ حدیث

شفیق الامت حضرت مولانا حافظ فضل الرحیم صاحب مدظلہ العالی مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور۔ صدر مجلس صیانۃ المسلمین (پاکستان)

جج کے لیے مشعل راہ

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لو یعطی الناس بدعواھم لادعی ناس دماء رجال و اموالھم ولکن البینۃ علی المدعی والیمین علی من انکر۔ (رواہ البیہقی)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے ﷺ نے فرمایا اگر لوگوں کو محض دعویٰ ہی پر ان کا مدعا دے دیا جائے تو بہت سے لوگ اپنے آدمیوں کے خون اور مال کا دعویٰ کرنے لگیں گے لیکن دعوی کرنے والے کے ذمہ گواہ ہیں اور جو انکار کرے اس شخص پر لازم ہے کہ وہ قسم کھائے۔

اللہ رب العزت نے رسول اللہ ﷺ کو عدل وانصاف اور قوت فیصلہ کا بے مثال ملکہ عطا فرمایا تھا، جو مسائل بڑے بڑے مفکر حل نہ کر سکتے تھے آپ ﷺ نے بظاہر معمولی باتوں ہی میں طے کر دیے، الجھے ہوئے معاملات اور باہمی اختلافات کا فیصلہ اس خوبصورتی سے فرماتے کہ ہر فریق مطمئن ہو کر واپس جاتا۔

رسول اکرم ﷺ نے اپنے اسوہ حسنہ کے ذریعہ یہ سکھایا کہ ہر عادل و منصف جج کے لیے ضروری ہے کہ وہ ذاتی اغراض سے بے نیاز ہو، فریقین سے حسن سلوک کا برتاؤ کرے کسی کی ناجائز جانب داری نہ کرے مقدمہ والے بلاامتیاز مذہب وملت، قوم ونسل اس پر اعتماد کریں۔ وہ قرائن وشواہد سے خوب کام لے، واقعات کی تحقیق کرے، گواہوں اور قسموں سے مقدمات میں وضاحت پیدا کرے، اپنی معاملہ شناس طبیعت سے مقدمات حل کرے، فیصلہ کے وقت اپنی طبیعت کو جوش اور غصہ سے الگ رکھے۔ اگر یہ تمام اوصاف کسی جج میں موجود ہوں تو یقیناً وہ جج کہلانے کا مستحق ہے ورنہ وہ صحیح معنوں میں جج، حاکم یا قاضی نہیں کہلا سکتا۔

رسول اکرم ﷺ کی سیرت طیبہ پر نگاہ ڈالتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نبوت سے پہلے ہی مکہ میں جج تسلیم کیے جا چکے تھے، آپ ﷺ کو امین وصادق کا لقب دیا جا چکا تھا۔

واپس فہرست پر جانے کے لیے
اس نشان پر کلک کریں۔

ربیع بن خثیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اسلام سے پہلے جاہلیت کے زمانہ میں بھی نبی اکرم ﷺ کے حکم مانے جاتے تھے، آپ ﷺ کے پاس مقدمے آیا کرتے تھے اور آپ ﷺ کے فیصلے تمام قبائل میں بنظر استحسان دیکھے جاتے تھے۔

چنانچہ دیگر مقدمات کے علاوہ حجر اسود کا اہم مقدمہ بھی آپ ﷺ ہی کے ہاتھوں سے حل ہوا حالانکہ اس وجہ سے تمام قبائل میں عداوت کی آگ لگ چکی تھی قریب تھا کہ اس معاملہ پر جنگ و جدل ہوتا لیکن رسول اکرم ﷺ نے اس خوبی سے جھگڑے کا حل فرمادیا کہ آپ ﷺ کے فیصلے سے تمام قبائل خوش ہوئے۔

رسول اکرم ﷺ نے مختلف علاقوں میں قاضی مقرر فرمادیے تھے جو اپنے علاقوں کے مقدمات نمٹاتے تھے کوئی اہم مقدمہ ہوتا یا کسی فیصلہ کی اپیل کرنی ہوتی تو وہ حضور ﷺ کی عدالت میں پیش ہوا کرتی تھی۔ یہاں تک کہ یہود و نصاریٰ بھی اپنے مقدمات آپ ﷺ کی عدالت میں لے جانے کی کوشش کرتے تھے کیونکہ انہیں یقین تھا کہ وہاں سے انصاف ہی ملے گا۔ ایک مرتبہ ایک یہودی اور مسلمان کے درمیان جھگڑا ہوگیا تو یہودی نے کہا چلو محمد ﷺ سے اس کا فیصلہ کرالیں مقدمہ پیش ہوا، شہادتیں لی گئیں تو حضور ﷺ نے فیصلہ یہودی کے حق میں دے دیا۔ باہر نکل کر مسلمان نے یہودی سے کہا چلو عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی کچہری بھی راستے میں ہے ان سے بھی فیصلہ لے لیں جب وہاں پہنچے مقدمہ پیش ہوا یہودی نے آپ ﷺ کے فیصلہ کی تفصیل بتائی حضرت عمر رضی اللہ عنہ اٹھے اندر گئے اور تلوار لاکر مسلمان کا سر تن سے جدا کردیا اور فرمایا کہ جسے رسول اللہ ﷺ کے فیصلہ پر اعتماد نہیں اس کی سزا یہی ہے۔ بعد میں وحی الٰہی کے ذریعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس فیصلے کی توثیق بھی ہوئی۔

رسول اکرم ﷺ کے پاس جو مقدمات آتے تھے ان کا جلد از جلد فیصلہ ہوجاتا تھا، نہ تاریخیں پڑتی تھیں، نہ کچھ خرچ ہوتا تھا۔ اگر گواہ موجود ہوتے تو مدعی سے فوراً طلب کیے جاتے، اگر اس معاملہ میں کوئی عینی گواہ نہ ہوتا تو مدعا علیہ پر قسم دی جاتی اس کے بعد غور کرکے فیصلہ کردیا جاتا۔

رسول اکرم ﷺ کی عدالت میں کسی قسم کا کوئی تکلف نہیں ہوتا تھا۔ نہ دربان، نہ پہرہ دار، نہ وکیل، نہ محرر، نہ رشوت لی جاتی، نہ سفارش سنی جاتی، چنانچہ جب شرفائے قریش کی ایک عورت فاطمہ بنت الاسود چوری کے جرم میں پکڑی گئی، مقدمہ پیش ہوا ثبوت ملنے پر ہاتھ کاٹنے کا حکم صادر ہوا لیکن جب شرافت نسب کی وجہ سے اہل خاندان نے سفارش کروائی تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم اللہ کی مقرر کردہ حدود میں سفارش کرتے ہو؟ تم سے پہلی قومیں اسی لیے ہلاک ہوئیں کہ جب کوئی بڑا آدمی جرم کا ارتکاب کرتا تو اسے چھوڑ دیتے اور غریبوں کو

واپس فہرست پر جانے کے لیے اس تیر کے نشان کو کلک کریں۔

سزا دیتے، خدا کی قسم اگر فاطمہ بنت محمد ﷺ بھی چوری کرتی تو اس کا ہاتھ بھی ضرور کاٹا جاتا۔

ایک مرتبہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور ایک انصاری میں کھیت کے پانی پر جھگڑا ہو گیا انصاری نے کہا کہ پہلے میں کھیت میں پانی دوں گا اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ پہلے میں دوں گا مقدمہ حضور ﷺ کی خدمت میں پیش ہوا۔ آپ ﷺ نے متنازعہ مقام کا نقشہ طلب فرمایا تو معلوم ہوا کہ اس پانی کے قریب حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا کھیت ہے اور اس کے بعد انصاری کا کھیت ہے اس لیے آپ ﷺ نے یہ فیصلہ کر دیا کہ پہلے زبیر رضی اللہ عنہ اپنے کھیت کو پانی لگا لیں اس کے بعد انصاری کو دے دیں۔ انصاری نے کہا کہ آپ ﷺ نے زبیر رضی اللہ عنہ کے حق میں اس لیے فیصلہ دیا کہ یہ آپ ﷺ کے رشتہ دار ہیں۔ حضور ﷺ کو یہ بات ناگوار معلوم ہوئی تو فرمایا اے نادان اگر میں نے بھی انصاف نہ کیا تو پھر کون انصاف کرے گا۔ خدا کی قسم جس نے جانب داری سے کام لیا اور انصاف چھوڑ دیا وہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔

اللہ رب العزت ہمیں اپنے معاشرے میں عدل و انصاف قائم فرمانے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

حج کس پر فرض ہے؟

حج ہر اُس شخص پر فرض ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اتنی دولت عطا فرمائی ہو کہ جس سے وہ شخص اپنے وطن سے مکۃ المکرمہ تک آنے جانے اور وہاں کے اخراجات پر قادر ہو اور واپس آنے تک اہل وعیال کے مصارف بھی بآسانی کر سکتا ہو اور راستہ کی رکاوٹیں نہ ہوں، ان تمام شرطوں کے ساتھ زندگی میں ایک مرتبہ حج فرض ہوتا ہے۔

دارالافتاء، دارالعلوم دیوبند (سوال نمبر: 5610، ملخص)

واپس فہرست پر جانے کے لیے
اس تیر کے نشان کو کلک کریں۔

ماہنامہ الصیانۃ لاہور
بانی حکیم الامت مجدد ملت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ
ذوالقعدہ ۱۴۴۵ھ، مئی 2024ء

حج میں عشق و محبت کا رنگ

حکیم الامت مجدد ملت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانوی نوراللہ مرقدہ

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (ایک لمبی حدیث میں) فرمایا کہ:

جب عرفہ کا دن ہوتا ہے (جس میں حاجی لوگ عرفات میں ہوتے ہیں) تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے ان لوگوں پر فخر کے ساتھ فرماتا ہے کہ میرے بندوں کو دیکھو کہ میرے پاس دور دراز راستے سے اس حالت میں آئے ہیں کہ پراگندہ بال ہیں اور غبار آلود بدن ہے اور دھوپ میں چل رہے ہیں، میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے ان کو بخش دیا۔

فائدہ: اس صورت کا عاشقانہ ہونا ظاہر ہے اور فخر کے ساتھ اس کا ذکر فرمانا اس عاشقانہ صورت کے پیارے ہونے کو بتلا رہا ہے، یہ چند حدیثیں حج میں عاشقی کی شان ہونے کی تائید میں بطور نمونے کے لکھ دی گئیں ورنہ حج کے سارے افعال کھلم کھلا اسی عاشقانہ رنگ کے ہیں، یعنی مزدلفہ، عرفات کے پہاڑوں میں پھرنا، لَبَّيْك کہنے میں چیخنا، پکارنا، ننگے سر پھرنا، اپنی زندگی کو موت کی شکل بنا لینا، یعنی مُردوں کا لباس پہننا، ناخن، بال تک نہ اکھاڑنا، جوں تک نہ مارنا، جس سے دیوانوں کی سی بھی صورت ہو جاتی ہے، سر نہ منڈانا کسی جانور کا شکار نہ کرنا، خاص حد کے اندر درخت نہ کاٹنا، گھاس تک نہ توڑنا، جس میں کوچۂ محبوب کا ادب بھی ہے۔ یہ کام عاقلوں کے ہیں یا عاشقوں کے؟ اور ان میں بعض افعال جو عورتوں کے لیے نہیں ہیں، اس میں ایک خاص وجہ ہے، یعنی پردے کی مصلحت۔ اور خانہ کعبہ کے گرد گھومنا اور صفا و مروہ کے بیچ میں دوڑنا اور خاص نشانوں پر کنکر پتھر مارنا اور حجرِ اسود کو بوسہ دینا اور زار و قطار رونا اور خاک آلودہ دھوپ میں چلتے ہوئے عرفات میں حاضر ہونا، ان کے عاشقانہ افعال ہونے کا ذکر اوپر حدیثوں میں آچکا ہے اور جس طرح حج میں عشق و محبت کا رنگ ہے اس کے آداب کا جس مقام سے تعلق ہے یعنی مکہ معظمہ مع اپنے متعلقات کے، اس میں بھی محبت کی شان رکھی گئی ہے، جس سے حج کا وہ رنگ اور تیز ہو جائے، چنانچہ آیت میں ہے:

رَبَّنَآ اِنِّيْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْـِٕدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْٓ اِلَيْهِمْ (پارہ 13، سورۃ ابراہیم، آیت 37)

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دُعا کی کہ: میں اپنی اولاد کو آپ کے معظم گھر کے قریب آباد کرتا ہوں، آپ کچھ لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف مائل کر دیجئے۔ (حیاۃ المسلمین)

واٹس ایپ فہرست پر جانے کے لیے
اس تیر کے نشان کو کلک کریں۔

مجلس صیانۃ المسلمین پاکستان

بانی
حکیم الامت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

ماہنامہ
الصیانۃ لاہور

ذوالقعدہ ۱۴۴۵ھ، مئی 2024ء

حج کیسے کریں

حضرت مولانا محمد یوسف خان صاحب مدظلہ العالی استاذ الحدیث وناظم تعلیمات جامعہ اشرفیہ، لاہور

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم اما بعد فَأَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَ اَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَۃَ لِلّٰہِ (سورۃ البقرہ آیت نمبر 196)

حج کے لغوی معنیٰ ہیں: ”ارادہ کرنا“ اور شرعی معنیٰ یہ ہیں کہ چند مخصوص اعمال کی بجا آوری کے لیے بیت اللہ کا ارادہ کرنا۔

حج کی اقسام

نبی کریم ﷺ نے حج کی تین اقسام بیان فرمائی ہیں۔ ان میں سے کسی بھی طریقہ سے حج ادا کیا جاسکتا ہے۔

- حج اِفراد
- حج قِران
- حج تمتع

حج اِفراد

پاکستان سے روانہ ہونے کے وقت صرف حج کا احرام باندھنا اور حج کر کے احرام کھول دینا۔ لیکن یہ والا حج عام طور پر پاکستانی نہیں کرتے۔ کیونکہ روانہ ہونے کے دن سے لے کر حج کے مکمل ہونے تک احرام میں رہنا پڑتا ہے۔ اگر آخری فلائٹ میں بھی جائے، تب بھی آٹھ دن تک احرام کے ساتھ رہنا پڑتا ہے۔ اس لیے یہ بہت مشکل ہے۔

حج قِران

پاکستان سے حج اور عمرہ دونوں کا احرام باندھیں اور پہلے عمرہ کریں لیکن بال نہ کٹوائیں اور احرام نہ کھولیں کیونکہ حج کا احرام باندھا ہوا ہے۔ اب حج کر کے دس (۱۰) ذی الحجہ کو احرام کھولیں گے۔ اس طریقہ سے بھی پاکستانی حج نہیں کرتے کیونکہ بہت دن تک احرام میں رہنا پڑتا ہے۔ اگرچہ احناف کے نزدیک قِران افضل ہے۔ البتہ جو حاجی آخری فلائٹ میں جائے تب تو آسان ہے لیکن پھر بھی کم از کم دس (۱۰) دن تک احرام میں رہنا پڑتا ہے۔

واپس فہرست پر جانے کے لیے ایرو کے نشان کو کلک کریں۔

حج تمتع

تمتع کا معنی فائدہ اٹھانا ہے۔اس کا طریقہ یہ ہے کہ حاجی پاکستان سے صرف عمرہ کا احرام باندھے پھر جا کر عمرہ کر کے احرام کھول دے۔آٹھ (۸) ذی الحجہ کو جب منیٰ جائے گا تو حج کا احرام باندھے گا۔

نوٹ: حج تمتع میں صرف چار دن تک احرام باندھنا پڑتا ہے۔ایک دن عمرہ کا اور ۸، ۹، ۱۰، ذی الحجہ کو حج کا احرام باندھنا پڑے گا۔اور اس فائدے کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۱۹۶ میں ارشاد فرمایا ہے۔ فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ زیادہ تر پاکستانی حِج تمتع کرتے ہیں کیونکہ یہ آسان ہے۔

تربیت

چونکہ پہلے عمرہ ہوتا ہے اس لیے پہلے عمرہ کو سمجھ لیں۔

عمرہ کے اندر کل چار کام ہیں:

(۱) احرام باندھنا... یہ شرط ہے جیسے وضو نماز کے لیے شرط ہے۔

(۲) طواف کرنا... یہ رکن ہے۔

(۳) صفا اور مروہ کی سعی کرنا... یہ واجب ہے۔

(۴) سر منڈوانا یا بال کترانا... یہ واجب ہے۔

مردوں کے احرام باندھنے کا طریقہ

گھر سے غسل کر کے عام کپڑے پہن کر ایئر پورٹ روانہ ہو جائیں۔وہاں پہنچ کر وضوء کریں۔دو چادریں احرام کی باندھ لیں۔ہوائی چپل (قینچی چپل) پہن لیں۔دو رکعت نماز پڑھ لیں۔پہلی رکعت میں سورۃ الکافرون اور دوسری رکعت میں سورۃ الاخلاص پڑھیں۔پھر زبان سے عمرہ کی نیت کریں اردو، عربی، دونوں میں نیت کر سکتے ہیں۔

(اَللّٰهُمَّ إِنِّي أُرِيدُ الْعُمْرَةَ فَيَسِّرْهَا لِي وَتَقَبَّلْهَا مِنِّي)

ترجمہ: ’’اے اللہ میں عمرہ کی نیت کرتا ہوں اس کو میرے لیے آسان فرما اور قبول فرما۔‘‘

اس کے بعد تین مرتبہ تلبیہ آہستہ آواز سے پڑھ لیں۔(لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ) (ایک بار تلبیہ پڑھنا شرط ہے تین دفعہ پڑھنا

واپس فہرست پر جانے کے لیے اس تیر کے نشان کو کلک کریں۔

سنت ہے)۔نیت اور تلبیہ پڑھنے کے ساتھ احرام بندھ گیا۔(ایک عمل مکمل ہوگیا)۔

نوٹ: ان دو چادروں کے باندھنے کو احرام باندھنا نہیں کہتے یہ احرام کا لباس ہے۔ان دو چادروں کے اتارنے کو احرام کھولنا نہیں کہتے۔احرام باندھنا کہتے ہیں نیت کرنے اور تلبیہ پڑھنے کو،اور احرام کھولنا کہتے ہیں سر منڈوانے یا بال کتروانے کو۔اس سے احرام کھل جائے گا۔

عورتوں کے احرام باندھنے کا طریقہ

(۱) وہ عورت جو نماز پڑھ سکتی ہو

عورت کے لیے احرام کا کوئی لباس مقرر نہیں ہے البتہ سر کے اوپر چادر نہ اوڑھے بلکہ رومال باندھے اور عبایا پہنے اور چہرے پر پی کیپ پہنے (یعنی چھجہ والی ٹوپی) عورت ایئر پورٹ پر پہنچ کر وضو کرے اور عورتوں کی نماز پڑھنے کی جگہ پر جا کر دو رکعت نفل پڑھے،عمرہ کی نیت کرے اور تین بار تلبیہ پڑھے اب عورت کے عمرہ کا احرام بندھ گیا۔

(۲) وہ عورت جو نماز نہ پڑھ سکنے کی حالت میں ہو

یہ عورت ایئر پورٹ پہنچ کر اپنے صوفے پر بیٹھے بیٹھے عمرے کی نیت کرے اور تین بار تلبیہ پڑھے۔بس اس کا احرام بندھ گیا۔احرام باندھنے کے بعد مرد وعورت پر سات پابندیاں لازم ہوتی ہیں:

(۱) مرد احرام کی حالت میں سلا ہوا کپڑا نہیں پہن سکتا لیکن عورت پہن سکتی ہے۔

(۲) مرد احرام کی حالت میں اپنا چہرہ اور اپنا سر نہیں ڈھانپے گا اور خواتین اپنا چہرہ اسکارف سے ڈھانپیں گی اور چہرے پر کپڑا نہیں لگنے دیں گی اور پی کیپ پہن کر پردہ کریں گی۔

(۳) مرد وعورت احرام کی حالت میں ہاتھ پاؤں کے ناخن نہیں کاٹیں گے۔

(۴) مرد وعورت احرام کی حالت میں بال نہیں کاٹیں گے۔

(۵) مرد وعورت احرام کی حالت میں خوشبو نہیں لگائیں گے اور نہ ہی خوشبو دار صابن استعمال کریں گے۔

(۶) مرد احرام کی حالت میں دستانے،موزے،جرابیں،بند جوتے نہیں پہن سکتے جبکہ خواتین یہ سب پہن سکتی ہیں۔

(۷) اگر میاں بیوی اکٹھے حج وعمرہ کر رہے ہیں تو احرام کی حالت میں ازدواجی تعلق قائم نہیں کریں گے۔

جواب یہ پابندیاں حج تمتع میں صرف چار دن ہیں اور بال ٹوٹنے یا ڈاڑھی پر ہاتھ پھیرتے وقت ہاتھ

واپس فہرست پر جانے کے لیے ایرو کے نشان کو کلک کریں۔

میں بال آگئے تو صدقہ دیں۔ اور اگر بال ٹوٹے یا خارش کی اور بال جھڑ گئے تو اس سے کچھ واجب نہیں ہوتا۔ آپ جتنا چاہیں صدقہ ادا کر سکتے ہیں۔

طواف کرنا

طواف کرنے کا طریقہ

مکہ پہنچ کر اپنی رہائش گاہ ہوٹل پر آرام کریں کیونکہ آپ کو گھر سے چلے ہوئے بیس، بائیس گھنٹے ہو چکے ہوں گے۔ کھانا کھائیں تازہ دم ہو کر طواف کو جائیں۔ تسبیح طواف (سات دانوں والی تسبیح) اور ایک گلے والا بیگ اور ایک تھیلہ جوتا رکھنے کے لیے ساتھ رکھیں۔ اس کے علاوہ کوئی چیز اپنے ساتھ نہ رکھیں۔

جب مسجد حرام میں داخل ہوں تو مسجد میں داخل ہونے کی دعا پڑھیں اور نفلی اعتکاف کی نیت کریں۔ اور پھر تلبیہ پڑھتے ہوئے ادب سے خانہ کعبہ کی طرف جائیں۔ خانہ کعبہ کو دیکھ کر ہاتھ اٹھائیں اور دعا مانگیں۔ ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ یہ دعا مانگیں کہ اے اللہ میں جو بھی دعا مانگوں وہ قبول فرما۔ دعا مانگنے کے بعد دیکھیں کہ سبز ٹیوب لائٹ کہاں لگی ہے۔ کیونکہ وہاں سے طواف شروع کرنا ہے۔ سبز ٹیوب لائٹ سے چند قدم پہلے رک جائیں۔

اب مرد حضرات تین کام کرلیں:

(۱) تلبیہ پڑھنا بند کر دیں۔ کیونکہ عمرہ کرنے والا طواف سے پہلے تلبیہ بند کر دیتا ہے۔ عورت بھی تلبیہ بند کر دے۔

(۲) مرد و عورت عمرہ کے طواف کی نیت کریں۔

(۳) مرد اضطباع کریں یعنی اپنے دائیں کندھے کے اوپر سے اپنی چادر ہٹا کر دائیں بغل کے نیچے سے نکال کر اس کا کنارہ بائیں کندھے پر ڈال لیں۔ پھر سبز ٹیوب لائٹ کے پاس اس طرح کھڑے ہو جائیں کہ مرد و عورت دونوں کے بالکل پشت کے پیچھے سبز ٹیوب لائٹ ہو اور اس حالت میں ان کا چہرہ بالکل خانہ کعبہ کی طرف ہو۔ اسی طرح کھڑے کھڑے تین کام کرنے ہیں:

(۱) حجر اسود کا استقبال (۲) حجر اسود کا استلام (۳) طواف کا آغاز

۱- حجر اسود کا استقبال

اس کا طریقہ یہ ہے کہ تکبیر تحریمہ کی طرح دونوں ہاتھ اٹھائیں اور بِسْمِ اللهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ کہیں۔

واپس فہرست پر جانے کے لیے ایرو کے نشان کو کلک کریں۔

۲- حجرِ اسود کا استلام

مرد و عورت دونوں ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھائیں اس طرح کہ ہتھیلیوں کا رخ خانہ کعبہ کی طرف ہو اور ایک بار بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ کہیں اور اپنے ہاتھوں کو چوم لیں اور چھوڑ دیں یہ استلام ہو گیا۔

۳- طواف کا آغاز

وہاں کھڑے کھڑے طواف شروع کر دیں اس طرح کہ آپ کے دائیں کندھے کی جانب سبز ٹیوب لائٹ ہو اور بائیں کندھے کی جانب خانہ کعبہ ہو۔ اب طواف شروع کریں، جب گھوم کر سبز ٹیوب لائٹ کے سامنے آئیں گے تو ایک چکر مکمل ہو جائے گا اور اسی طرح کے سات چکر لگانے سے ایک طواف مکمل ہو جائے گا۔ مکمل طواف میں وضو قائم رکھنا واجب ہے۔ اگر پانچویں چکر میں وضو ٹوٹا تو وضو کر کے باقی چکر مکمل کر لیں۔ اور اگر اس سے پہلے وضو ٹوٹے تو پھر نئے سرے سے طواف کرنا ہوگا۔

مرد کے لیے ہر طواف میں جس کے بعد سعی ہو اس طواف کے پہلے تین چکروں میں رمل کرنا سنت ہے۔

رمل کا طریقہ

یہ ہے کہ اکڑ کر دونوں کندھوں کو ہلا کر چھوٹے چھوٹے قدم اٹھا کر چلنا۔

طواف کے دوران کوئی خاص دعائیں منقول نہیں۔ کتابوں میں ہر چکر کے لیے دعائیں لکھی ہیں۔ یہ ساری دعائیں مسنون ہیں، حدیث سے ثابت ہیں۔ لیکن طواف کے چکروں میں پڑھنا منقول نہیں ہیں۔ علما و مشائخ نے لوگوں کی سہولت و فائدہ کے لیے جمع کر دی ہیں۔ کوئی بھی دعا پڑھ سکتے ہیں۔ ایسے ہی چھ کلمے بھی پڑھ سکتے ہیں۔ سات چکر ہو گئے۔ ہر چکر کے اختتام پر حجر اسود کا استلام کرنا ہے۔ اس طرح کہ جب سبز ٹیوب لائٹ کے پاس پہنچیں ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھا کر استلام کریں اور دعا پڑھیں (یہ کل آٹھ استلام ہو گئے) اب مقام ابراہیم علیہ السلام کے پاس جا کر دو رکعات واجب الطواف پڑھیں۔ پہلی رکعت میں سورۃ الکافرون پڑھیں اور دوسری رکعت میں سورۃ الاخلاص پڑھیں۔ (یہ زندگی کی عجیب و غریب نماز ہوتی ہے۔ پہلے خانہ کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے اب خانہ کعبہ بالکل سامنے ہے)۔

واپس فہرست پر جانے کے لیے اس تیر کے نشان کو کلک کریں۔

اس کے بعد زمزم کھڑے ہو کر خانہ کعبہ کی طرف منہ کر کے پیئیں اور خوب دعائیں مانگیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ زمزم کا پانی پی کر جو دعا مانگی جائے وہ پوری ہوتی ہے۔

صفا و مروہ کی سعی کا طریقہ

اب سعی کریں (خانہ کعبہ کے پاس دو پہاڑیاں ہیں ان دونوں کے درمیان چلنے کو سعی کہتے ہیں) سعی کا آغاز صفا پہاڑی سے ہوتا ہے، سعی کے لیے جانے سے پہلے سبز ٹیوب لائٹ کے پاس آئیں اور حجرِ اسود کا استلام کریں یہ استلام کرنا سنت ہے (یہ حجر اسود کا استلام نمبر 9 ہے) اب صفا پہاڑی کی طرف جائیں پہاڑی پر کھڑے ہو کر خانہ کعبہ کی طرف منہ کر کے دعائیں مانگیں پھر صفا سے مروہ کی طرف جائیں یہ ایک چکر ہو گیا۔ پھر مروہ پہاڑی سے صفا کی طرف آئیں، یہ دوسرا چکر ہو گیا۔ پھر صفا سے مروہ کی طرف جائیں تو یہ تیسرا چکر ہو گیا، اسی طرح سات (۷) چکر لگائیں۔ سعی کا آغاز صفا سے ہوتا ہے اور اختتام مروہ پر ہوتا ہے۔ اب سعی مکمل ہو گئی۔

(سعی کے اندر وضو لازم نہیں ہے بغیر وضو سعی کرنا جائز ہے یہ اہم ترین بات ہے لوگ بہت فائدہ اٹھاتے ہیں) سعی کرتے وقت دو سبز نشانوں کے درمیان مردوں کے لیے ذرا تیز چلنا سنت ہے یہ عورتوں کے لیے نہیں ہے۔

سر کے بال منڈوانا یا کتروانا

مردوں کے لیے سر کے بال منڈوانا اور کتروانا جائز ہے لیکن اس کے لیے کچھ شرائط ہیں۔

اگر مرد کے سر کے بال ایک پورے یعنی ایک انچ سے زیادہ ہوں تو وہ اپنے سر کے بال ایک ایک انچ کتروا سکتا ہے۔ اگر ایک انچ یا اس سے کم ہیں تو بال منڈوانا واجب ہے۔

عورتوں کے لیے سر کے بال جو پشت کی طرف لٹکے ہوئے ہیں اس کے سارے کونے اکٹھے کر کے لٹکے ہوئے بالوں میں سے ایک انچ کاٹ دیں۔ الحمدللہ احرام کھل گیا اور عمرہ مکمل ہو گیا۔

حج تمتع کے احکام

یہ کل چودہ اعمال ہیں:

(۱) عمرہ کا احرام باندھنا یہ شرط ہے۔

واپس فہرست پر جانے کے لیے ایرو کے نشان کو کلک کریں۔

(۲) عمرہ کا طواف کرنا یہ رکن ہے۔

(۳) عمرہ کی سعی کرنا یہ واجب ہے۔

(۴) سر کے بال منڈوانا یا کتروانا یہ واجب ہے۔(عمرہ مکمل کرنے کے بعد احرام کھل جائے گا اور آٹھ ذوالحجہ تک بغیر احرام کے عام کپڑوں میں رہے گا)۔

(۵) آٹھ ذوالحجہ کو حج کا احرام باندھنا یہ شرط ہے۔

(۶) وقوف عرفہ یہ فرض ہے۔

(۷) وقوف مزدلفہ یہ واجب ہے۔

(۸) جمرہ عقبہ کی رمی کرنا یہ واجب ہے۔

(۹) قربانی کرنا (یہ اصل میں دم تمتع ہے) یہ واجب ہے۔

(۱۰) سر کے بال منڈوانا یا کتروانا یہ واجب ہے۔

(۱۱) طواف زیارت کرنا یہ فرض ہے۔

(۱۲) اس طواف کے بعد حج کی سعی کرنا یہ واجب ہے۔

(۱۳) تینوں جمرات کی رمی کرنا یہ واجب ہے

(۱۴) طواف وداع (یعنی الوداعی) طواف کرنا واجب ہے۔

حج کرنے کا طریقہ

مناسک حج کو ترتیب سے یاد رکھنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ حج کے کل ۵ دن ہوتے ہیں۔ ہر دن کے بارے میں ذہن نشین کرلیں کہ آج کی تاریخ میں کیا کام کرنے ہیں۔

حج کا پہلا دن آٹھ ذی الحجہ کا دن

اس دن میں صرف ایک کام کرنا ہے۔ صرف مکہ میں جہاں کہیں ٹھہرے ہوئے ہیں اسی ہوٹل سے حج کا احرام باندھیں اور منیٰ تشریف لے جائیں آج کا پورا دن منیٰ کے اندر خیمے میں گزاریں۔ (منیٰ جاتے وقت اپنا سارا سامان مکہ میں چھوڑ کر جائیں صرف ایک چھوٹا سا بیگ اٹھا کر لے جائیں۔ جس میں فوری ضرورت کی اشیاء ہوں بھاری سامان بالکل نہ لے کر جائیں اس لیے کہ یہ بیگ اٹھا کر ۷،۶ کلو میٹر پیدل چلنا ہے) حج کا ایک دن پورا ہو گیا احرام کا مکمل طریقہ پہلے بیان ہو چکا ہے جہاں آپ مکہ میں ٹھہرے ہوئے ہیں وہیں سے احرام باندھیں۔

واپس فہرست پر جانے کے لیے ایرو کے نشان کو کلک کریں۔

حج کا دوسرا دن ۹ ذی الحجہ کا دن

آج کے دن دو کام کرنے ہیں:

(۱) وقوف عرفہ یہ فرض ہے۔ (۲) وقوف مزدلفہ یہ واجب ہے۔

وقوف عرفہ کا طریقہ

آج فجر کی نماز سے پہلے یا فجر کی نماز کے بعد اپنے حج گروپ کے ساتھ بسوں میں بیٹھ کر میدان عرفات روانہ ہو جائیں۔ وقوف عرفہ کو مکمل سمجھنے کے لیے تین باتیں ذہن نشین کرلیں:

(۱) وقوفِ عرفہ کیا ہوتا ہے؟

(۲) وقوفِ عرفہ کا وقت کتنا ہوتا ہے؟

(۳) وقوفِ عرفہ کے دوران کیا کرنا چاہیے؟

(۱) وقوفِ عرفہ کیا ہوتا ہے؟

وقوف کا معنی ہے ٹھہرنا اور عرفہ کا معنی میدانِ عرفات لہٰذا وقوفِ عرفہ کا معنی ہے میدانِ عرفات میں جا کر ٹھہرنا (بس یہی فرض تھا جو ادا ہو گیا)۔

نوٹ: یہی وجہ ہے کہ جتنے ہسپتال میں حاجی ہوتے ہیں اور وہ ایک ہی وقت میں سٹریچر سمیت مریضوں کو لے جاتے ہیں پھر فوراً واپس لے آتے ہیں ان کا فرض ادا ہو جاتا ہے۔ اگر وہ زیادہ ہی مریض ہے تو وہ ہیلی کاپٹر پہ لے کر جاتے ہیں اور ایک خاص مقام پر ہیلی پیڈ پر اتارتے ہیں اور فوراً واپس لے جاتے ہیں اُس مریض کا فرض ادا ہو جاتا ہے۔ حتیٰ کہ بعض مریض بے ہوش بھی ہوتے ہیں۔ اُن کا جو فرض تھا وہ ادا ہو گیا اور واجب معذور ہونے کی وجہ سے ساقط ہو گیا۔

(۲) وقوفِ عرفہ کا وقت کتنا ہے؟

زوال سے لے کر سورج غروب ہونے تک میدانِ عرفات میں رہنا واجب ہے۔

(۳) وقوفِ عرفہ میں کیا کرنا ہوتا ہے؟

آج ۹ ذی الحجہ ہے اور آج فجر کی نماز سے لے کر ۱۳ ذی الحجہ کی عصر کی نماز کے بعد تک ہر

واپس فہرست پر جانے کے لیے اس تیر کے نشان پر کلک کریں۔

مرد وعورت پر ہر فرض نماز کے بعد ایک مرتبہ تکبیر تشریق پڑھنا واجب ہے۔ یہ کل تئیس ۲۳ نمازیں ہو جائیں گی۔

دوسری بات یہ کہ اگر آپ حج کے امام کے پیچھے نماز پڑھیں گے یعنی مسجد نمرہ میں، تو ظہر کے وقت میں ظہر کی نماز پڑھیں گے پھر اس کے فوراً بعد ظہر ہی کے وقت میں عصر کی نماز پڑھیں گے۔ (یہ جمع تقدیم کہلاتی ہے یہ صرف اور صرف میدان عرفات میں جائز ہے۔) لیکن آج کل حاجی حضرات کو بہت زیادہ رش ہونے کی وجہ سے اپنے اپنے خیموں میں باجماعت نماز پڑھ لینی چاہیے اگر حاجی صاحب اپنے خیمے میں باجماعت نماز پڑھیں گے یا اکیلے نماز پڑھیں گے تو دونوں نمازیں یعنی ظہر کی نماز ظہر کے وقت میں اور عصر کی نماز عصر کے وقت میں پڑھیں گے۔

تیسری بات یہ کہ اس کے علاوہ جو وقت بچے اس میں خوب توبہ واستغفار کریں، دعائیں مانگیں۔ مرد حضرات خیموں سے باہر نکل کر قبلہ رخ ہو کر دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر دعائیں مانگیں۔ جب تھک جائیں تو خیمے میں آ کر دعائیں مانگیں۔

۹ ذی الحجہ کے دن دوسرا کام وقوفِ مزدلفہ ہے

(۲) وقوفِ مزدلفہ کا طریقہ

جب سورج غروب ہو جائے تو اب میدانِ عرفات سے نکل کر مزدلفہ روانہ ہو جائیں۔

وقوف مزدلفہ کے متعلق اہم باتیں:

(۱) وقوفِ مزدلفہ کیا ہوتا ہے؟ (۲) وقوفِ مزدلفہ کا وقت کتنا ہے؟

(۱) وقوف مزدلفہ کیا ہوتا ہے؟

میدان مزدلفہ میں جا کر ٹھہرنا، اسی سے واجب ادا ہو جاتا ہے۔

(۲) وقوفِ مزدلفہ کا وقت کتنا ہے؟

وقوف مزدلفہ کا وقت صبح صادق سے لے کر سورج طلوع ہونے تک ہے۔ اتنے وقت میں کچھ ٹھہرنا واجب ہے۔ مکمل وقت ٹھہرنا واجب نہیں ہے۔

اب آج مغرب کی نماز سورج غروب ہونے کے بعد مغرب کے وقت میں نہیں پڑھیں گے

واپس فہرست پر جانے کے لیے اس تیر کے نشان پر کلک کریں۔

بلکہ مزدلفہ پہنچ کر مغرب اور عشاء کی نماز ایک اذان اور ایک اقامت کے ساتھ پڑھیں گے۔ پہلے تین رکعات مغرب کی نماز پڑھیں گے اور ادا کی نیت کے ساتھ پڑھیں گے نہ کہ قضاء کی نیت سے۔اس کے بعد دو رکعات عشاء کی نماز ادا کریں گے پھر اپنے اپنے تین وتر ادا کریں گے۔(عشاء کا وقت صبح صادق تک رہتا ہے)۔

جب مغرب اور عشاء کی نماز پڑھ لیں تو مزدلفہ کے میدان سے ہر حاجی مرد و عورت ستر ستر (۷۰) کنکریاں چن لیں اور اپنے تھیلے میں محفوظ کر لیں۔ (یہ کنکریاں شیطان کو مارنے کے لیے ہیں، یہ کنکریاں مَٹر کے دانے کے برابر اور کھجور کی گٹھلی سے چھوٹی ہونی چاہئیں۔مزدلفہ سے ہی چن لیں کیونکہ آگے جا کر آپ کو کنکریاں نہیں ملیں گی) باقی وقت جو ملے تو صبح صادق تک سو جائیں، جب صبح صادق ہو جائے تو اذان دے کر اپنے ساتھیوں کے ساتھ فجر کی نماز باجماعت ادا کر کے دعائیں مانگیں۔(وقوفِ مزدلفہ خود بخود ادا ہو گیا)۔

نوٹ: بڑے بڑے گروپ یہ غلطی کرتے ہیں کہ رات کو چلے جاتے ہیں اور اگلے دن کے کام کر لیتے ہیں ان کا وقوفِ مزدلفہ نہیں ہوتا۔ان سب پر ایک ایک دم واجب ہو جاتا ہے کیونکہ ابھی تک وقوفِ مزدلفہ کا وقت شروع ہی نہیں ہوا۔وقت شروع ہوتا ہے صبح صادق سے اور یہ وہاں سے پہلے ہی چلے گئے۔

حج کا تیسرا دن ۱۰ ذی الحجہ

آج کے دن تین کام کرنے ہیں:

(۱) صرف بڑے شیطان کو سات کنکریاں مارنی ہیں یعنی جمرہ عقبہ پر اور کنکریاں مارنے کے لیے جانے سے پہلے تلبیہ پڑھنا بند کر دیں۔

(۲) قربانی کرنا یعنی دمِ تمتع ادا کرنا۔

(۳) سر کے بال منڈوانا یا کتروانا۔(سر کے بال منڈوانے کے فوراً بعد احرام کھل گیا اور احرام کی پابندیاں ختم ہو گئیں۔)

طوافِ زیارت

یہ فرض ہے اور اس کے لیے تین دن ہیں: ۱۰، ۱۱، ۱۲ ذی الحجہ۔ ۱۰ ذی الحجہ کو فجر سے لے کر ۱۲ ذی الحجہ کو غروب سے پہلے تک کر سکتے ہیں۔لہٰذا ان دنوں میں جب فرصت ملے طوافِ زیارت کر آئیں۔

واپس فہرست پر جانے کے لیے اس تیر کے نشان پر کلک کریں

طوافِ زیارت کا طریقہ

اب آپ عام کپڑے پہنے ہوئے ہیں، احرام میں نہیں ہیں، اب آپ مکہ میں جا کر طواف کریں۔ دو رکعت نماز نفل واجب الطواف ادا کریں، سعی کریں اور واپس منیٰ آجائیں۔

حج کا چوتھا دن ۱۱ ذی الحجہ

آج کے دن صرف ایک کام کرنا ہے اور وہ ہے تینوں جمرات پر سات کنکریاں مارنی ہیں۔ آج کی رمی کا وقت زوال سے لے کر سورج غروب ہونے تک ہے اور سورج غروب ہونے سے لے کر صبح صادق تک ہے۔

نوٹ: حاجی کے لیے حج کے ان پانچ دنوں میں رات اسی دن کے تابع ہوتی ہے نہ کہ اگلے دن کے۔ عصر یا مغرب کے بعد سکون سے جائیں اور رمی کر آئیں سر وغیرہ منڈانے سے حاجی عصر تک فارغ ہو جاتا ہے۔ اور عصر سے لے کر اگلے دن ظہر تک فارغ ہے۔ لہٰذا اب آرام سے جائیں اور طوافِ زیارت کر آئیں۔

حج کا پانچواں دن ۱۲ ذی الحجہ

آج کے دن بھی صرف ایک ہی کام کرنا ہے۔ اور وہ ہے تینوں جمرات کی رمی اور اس کا وقت بھی زوال سے لے کر سورج غروب ہونے تک، پھر غروب کے بعد سے لے کر صبح صادق تک ہے۔ آج کے دن جمرات کی رمی کرنے کے بعد اپنا سامان لے کر مکہ میں اپنے ہوٹل میں آجائیں۔

سوال: مزدلفہ سے ہم نے ستر (۷۰) کنکریاں اٹھائیں تھیں ان میں سے اکیس (۲۱) کنکریاں بچ گئیں ہیں ان کا کیا کریں؟

جواب: ۱۲ ذی الحجہ کو رمی کرنے کے بعد مکہ میں اپنی رہائش گاہ پر آجانا ہوتا ہے۔ اگر کوئی حاجی مکہ میں اپنی رہائش گاہ پر نہ آیا اور ۱۳ ذی الحجہ کو فجر کی اذان کے بعد وہاں منیٰ میں رہا تو ۱۳ ذی الحجہ کی کنکریاں بھی واجب ہو جائیں گی۔ اور اب جو ۲۱ کنکریاں باقی بچی ہیں ان سے رمی کریں۔ اور اگر فجر کی اذان سے پہلے مکہ جا رہے ہیں تو یہ ۲۱ کنکریاں ادھر ہی پھینک دیں۔

نوٹ: اب صرف ایک چیز رہ گئی ہے اور وہ ہے الوادعی طواف۔

دائیں فہرست پر جانے کے لیے ان تیر کے نشان کو کلک کریں۔

الوداعی طواف

جب وطن واپس آنے لگیں تو اس سے ۶، ۷ گھنٹے پہلے الوداعی طواف کر کے فارغ ہو جائیں۔

الوداعی طواف کرنے کا طریقہ

بغیر احرام کے عام کپڑوں میں بغیر رمل کے، بغیر سعی کے وضو کر کے صرف سات چکر مکمل کر لیں۔ پھر دو رکعات واجب الطواف ادا کر لیں۔ الحمدللہ حج مکمل ہوگیا۔ مبارک ہو!

نوٹ اہم مسئلہ

بہت سے حاجی ایسے ہیں جو ایئر پورٹ سے حج کا احرام باندھتے ہیں وہاں جا کر دیکھا دیکھی عمرہ کر کے احرام کھول دیتے ہیں یہ بہت بڑی غلطی کرتے ہیں ان پر دم واجب ہوتا ہے اور ان کو پتہ نہیں چلتا۔ آپ صرف عمرہ کا احرام باندھیں۔ کیونکہ ہمارے یہاں مشہور ہے کہ ''ہم حج کرنے جارہے ہیں دعا کرنا ہمارے لیے'' اس لیے یہ حج کا احرام ہو جائے گا۔ (آپ صرف عمرہ کا احرام باندھیں)۔

حج اِفراد کے اعمال

یہ کل گیارہ عمل ہیں:

(۱) احرام باندھنا ... یہ شرط ہے۔

(۲) طوافِ قدوم کرنا ... یہ سنت ہے۔

(۳) وقوفِ عرفہ ... یہ فرض اور رکن ہے۔

(۴) وقوفِ مزدلفہ ... یہ واجب ہے۔

(۵) رمی جمرہ عقبہ ... یہ واجب ہے۔

(۶) قربانی ... یہ حج اِفراد کرنے والے پر واجب نہیں ہوتی۔ اختیار ہے کرے گا تو ثواب ورنہ واجب نہیں اس لیے کہ مناسک حج میں قربانی شامل نہیں۔

(۷) سر منڈوانا یا بال کتروانا ... یہ واجب ہے۔

(۸) طوافِ زیارت کرنا ... یہ فرض و رکن ہے۔

(۹) صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنا ... یہ واجب ہے۔

واپس فہرست پر جانے کے لیے ایرو کے نشان کو کلک کریں۔

(۱۰) تینوں جمرات کی رمی کرنا ... یہ واجب ہے۔

(۱۱) طوافِ وداع کرنا ... یہ واجب ہے۔

حج اِفراد میں عمرہ نہیں کرنا باقی طریقہ وہی ہے۔اور قربانی بھی واجب نہیں ہے۔اگر کرلیں تو ثواب ہوگا۔

حجِ قِران کے اعمال

یہ کل تیرہ (۱۳) اعمال ہیں:

(۱) حج وعمرہ دونوں کا احرام بیک وقت باندھنا ... یہ شرط ہے۔

(۲) عمرہ کا طواف کرنا ... یہ فرض ہے۔

(۳) عمرہ کی سعی کرنا ... یہ واجب ہے۔(اب بال نہیں منڈوائے گا یا کتروائے گا اور احرام نہیں کھولے گا کیونکہ اس نے حج کا احرام باندھا ہوا ہے۔

(۴) طوافِ قدوم کرنا ... یہ سنت ہے۔

(۵) اس طواف کے بعد حج کی سعی کر لینا یہ واجب ہے۔

(۶) وقوفِ عرفہ ... یہ فرض ہے۔

(۷) وقوفِ مزدلفہ ... یہ واجب ہے۔

(۸) جمرہ عقبہ کی رمی کرنا ... یہ واجب ہے۔

(۹) قربانی کرنا یہ اصل میں دمِ قِران ہے، جو حج قِران کرتا ہے یہ اس پر واجب ہے۔

(۱۰) سر منڈانا یا بال کتروانا ... یہ واجب ہے۔

(۱۱) طوافِ زیارت کرنا ... یہ فرض ہے۔

(۱۲) تینوں جمرات کی رمی کرنا ... یہ واجب ہے۔

(۱۳) الوداعی طواف کرنا ... یہ واجب ہے۔

حج میں عمرہ کرنے کے بعد نہ ہی بال کٹوانے ہیں اور نہ ہی احرام کھولنا ہے۔ دس (۱۰) ذوالحجہ کو دمِ قِران کی قربانی کرنی ہے۔

واپس فہرست پر جانے کے لیے اس تیر کے نشان پر کلک کریں۔

نوادرات وکیل

اشرف المقالات

حکیم الامت مجدد ملت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ

سلسلہ نمبر ۱ — قسط ۴۴

مرتب: حضرت مولانا مفتی وکیل احمد خان شیروانی نور اللہ مرقدہ

از مقالہ: حضرت مولانا پروفیسر عبد الباری صاحب ندوی رحمہ اللہ سابق استاذ شعبہ فلسفہ و دینیات جامعہ عثمانیہ حیدر آباد دکن

امراء سے استغنا

”حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

اہل علم کے لئے یہ بات بہت ہی ناپسندیدہ ہے کہ وہ امراء سے خلط کریں اس لئے کہ غرباء کو جو مصلح سے نفع ہوتا ہے، امراء سے وہ آیا گیا ہو جاتا ہے۔ قلوب پر مصلح کا وہ اثر نہیں رہتا“

جو اہل علم و دین خود طالب اور امراء کو کسی اعتبار سے بھی مطلوب بنا کر جاتے ہیں، خواہ کسی کی سفارش ہی کے لئے، وہ کچھ نہ کچھ مروت و مداہنت اور تملق پر لازماً مضطر ہوتے ہیں اور حس ہو تو علم و دین ہی کی نہیں خود اپنی اچھی خاصی ذلت تو آدمی ضرور محسوس کرتا ہے۔

حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

”غرض کہ امراء سے علماء کا خلط کرنا (ملنا جلنا) اس میں امراء کا تو کوئی معتد بہ نفع نہیں ہوتا اور اہل علم کے اور غرباء کے دین کا نقصان ہوتا ہے اس لئے میں اس کو ناپسند کرتا ہوں۔“

ایک مرتبہ حضرت ایک صاحب کے مدعو کرنے پر حیدر آباد دکن تشریف لے گئے۔ وہاں سات ہی روز کے بعد کسی نواز جنگ نے جو نواب صاحب کی ناک کا بال اور ارکان سلطنت میں سے تھے، لکھا کہ:۔

”ایک عرصہ سے مجھ کو زیارت کا اشتیاق تھا، مگر بدقسمتی سے تھانہ بھون کی حاضری نصیب نہ ہوئی۔ برائے زیارت حاضر ہونا چاہتا ہوں اور فلاں فلاں وقت اپنے فرائض منصبی سے فرصت ملتی ہے۔“

اس درخواست کا جواب جو حضرت نے دیا قابل ملاحظہ ہے۔

”بے حد مسرت ہوئی کہ آپ کے دل میں دین اور اہل دین کی عظمت و محبت ہے مگر نیچے کی سطر پڑھ کر افسوس کی بھی کوئی حد نہ رہی کہ اس میں فہم سے کام نہ لیا گیا۔ جس کے ملنے کو زیارت سے تعبیر کیا گیا ہے اس کو تو اپنے اوقات فرصت بتا کر پابند کر دیا اور خود آزاد رہے، یہ کونسی فہم و تہذیب کی بات ہے۔“

واپس فہرست پر جانے کے لیے اس تیر کے نشان پر کلک کریں

ہمارے کتنے علماء ومشائخ ایسوں سے ایسا استغنا برت سکتے ہیں۔

اس پر ”نواز جنگ“ صاحب نے اپنی بدفہمی کی معافی چاہی اور دوبارہ لکھا کہ:۔

”حضرت والا رحمہ اللہ ہی اپنی ملاقات کے اوقات تحریر فرمادیں۔“

حضرت کی طرف سے مزید تعلیم وامتحان ملاحظہ ہوا فرمایا کہ:

”اب بھی پورے فہم سے کام نہیں لیا گیا۔ مردہ بدست زندہ، کی طرح مہمان میزبان کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ اس لئے سفر میں اوقات کا ضبط ہونا غیر اختیاری ہے آپ ساتھ رہیں جس وقت مجھ کو فارغ دیکھیں ملاقات کرلیں۔“

جواب آیا کہ:۔

”بدفہمی پر بدفہمی ہوتی چلی جارہی ہے، میں نہ اب اپنے اوقات کو ظاہر کرتا ہوں۔ نہ حضرت سے معلوم کرتا ہوں۔ جس وقت فرصت ہوگی حاضر خدمت ہوکر زیارت سے مشرف ہوجاؤں گا۔ اگر آپ کو فرصت نہ ہوئی تو لوٹ آؤں گا۔“

امتحان کی اس کامیابی پر حضرت نے پھر کیسی دلجوئی ومسرت کی سند عطا فرمائی کہ:۔

”اب پورے فہم سے کام لیا گیا ہے جس سے اس قدر مسرت ہوئی کہ پہلے آپ کا جی میری زیارت کو چاہ رہا تھا۔ اب میرا جی آپ کی زیارت کو چاہنے لگا۔ اگر فرصت ہو آپ تشریف لے آئیں ورنہ مجھ کو اجازت دیجئے میں خود حاضر ہوجاؤں۔“

سبحان اللہ تذلل وتکبر دونوں سے اہل علم اور اہل دین کو بچانے کی کیسی تعلیم فرمائی آگے خود اہل مجلس کو خطاب کرکے فرمایا کہ۔

”یہ میرا طرز اس لئے تھا کہ یہ دنیا کے بڑے لوگ اہل دین کو بے وقوف سمجھتے ہیں، ان کو یہ دکھلانا تھا کہ اہل علم دین کی یہ شان ہے تو پہلے تذلل سے بچنا مقصود تھا۔ مگر جب وہ اپنی کوتاہی تسلیم کر چکے تو اب کھینچنا تکبر تھا، اللہ کا شکر ہے دونوں سے محفوظ رکھا۔“

اس کے بعد وہ صاحب خود ہی آگئے۔ اہل مجلس میں سے بعض نے دور سے دیکھ کر کہا کہ فلاں صاحب آرہے ہیں، حضرت رحمہ اللہ بدستور ڈاک لکھتے رہے، جس وقت انہوں نے قریب پہنچ کر السلام علیکم کہا تب حضرت رحمہ اللہ نے سلام کا جواب دیا اور کھڑے ہوکر مصافحہ کیا۔

حضرت رحمہ اللہ کے استفسار پر وہ صاحب نواب صاحب کی بیدار مغزی اور انتظام سلطنت کے واقعات بیان

واپس فہرست پر جانے کے لیے اس تیر کے نشان پر کلک کریں۔

کرتے رہے۔اس کے بعد کہا کہ" اگر نواب صاحب سے ملاقات ہو جائے تو بہت مناسب ہے۔اب حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ کی حکمت آموزی اور تعلیم کے مزید اسباق سنیے:۔

پہلا سوال یہ ہوا کہ یہ آپ کی خواہش ہے یا نواب صاحب کی؟ کچھ سکوت کے بعد کہا کہ" میری خواہش ہے، دریافت فرمایا کہ" جس وقت آپ نے ملاقات کے مناسب و نامناسب ہونے پر غور فرمایا ہوگا اس پر بھی ضرور غور فرمایا ہوگا کہ ملاقات سے نفع کس کا ہے" کہا نواب صاحب کا فرمایا کہ نفع تو نواب صاحب کا اور ملاقات کی ترغیب مجھ کو دی جارہی ہے، طالب کو مطلوب اور مطلوب کو طالب بنایا جارہا ہے؟ اس پر کوئی جواب نہ دیا۔

پھر حضرت نے فرمایا کہ اگر میں خود ملاقات کو جاؤں تو اس میں مضرت ہی مضرت ہے، نفع کچھ نہیں، کیونکہ اس صورت میں وہ مطلوب اور میں طالب ہوں گا۔تو اس صورت میں ان کو تو مجھ سے کوئی نفع نہ ہوگا۔ہاں ان سے مجھ کو نفع ہوسکتا ہے کہ جو چیز ان کے پاس ہے (یعنی دنیا) وہ مجھ کو ملے گی اور وہ بقدر ضرورت بحمد اللہ میرے پاس بھی ہے اور جو میرے پاس ہے (یعنی دین وہ بقدر ضرورت بھی ان کے پاس نہیں پھر جو ان کے پاس ہے (یعنی دنیا) منصب و وظیفہ وغیرہ کی صورت میں اگر میں اس کو قبول کرتا ہوں تو اپنے مسلک کے خلاف اور اگر قبول نہیں کرتا تو آداب شاہی کے خلاف کہ اس میں ان کی سبکی اور اہانت ہوگی، اور چونکہ اس وقت میں ان کے حدود میں ہوں، اس کی پاداش میں (اخراج وغیرہ) جو چاہیں میرے لئے تجویز کرسکتے ہیں۔تو نواب صاحب کو کوئی نفع نہ ہوگا اور میرا نقصان پھر بعض اور مصالح بیان فرما کر ملاقات کی صحیح صورت بیان فرمادی...فرمایا" یہ امر بھی شان سلاطین کے خلاف ہے کہ وہ اپنی رعایا کے مدعو کئے ہوئے شخص سے ملاقات کریں۔کیونکہ اس میں کم فہم لوگ ان کو تنگدلی کی طرف منسوب کریں گے کہ کیا خود مدعو نہیں کرسکتے تھے؟ اس میں ان کی اہانت ہے۔غرض یہ کہ خیر اسی میں ہے کہ نہ میں ان کے پاس جاؤں، نہ وہ میرے پاس آئیں۔اگر ان کا جی چاہے تو تھانہ بھون سے مجھ کو بلالیں، میں خاص شرائط طے کر کے آجاؤں گا، کچھ عذر نہ ہوگا۔یہ سن ان صاحب کی آنکھیں کھل گئیں اور کہا کہ" ان چیزوں تک تو ہم لوگوں کی نظر بھی نہیں پہنچ سکی" وہ بیچارے جس دنیا کے آدمی تھے ان کی نظر کیا پہنچتی ضرورت ہے کہ دین کے علماء و مشائخ کی آنکھیں کھلیں اور ان کی نظر ان باتوں تک پہنچے۔"

تقوی

جس نے مال و جاہ سے اپنی نظر کو ہٹالیا۔اس کے لئے سارے چھوٹے بڑے معاملات میں تقویٰ آسان ہے، جس کے واقعات حضرت کی زندگی میں قدم قدم پر نظر آتے ہیں۔اس کا اندازہ ذیل کے ایسے دو

واپس فہرست پر جانے کے لیے اس تیر کے نشان کو کلک کریں۔

چار واقعات سے کیا جاسکتا ہے جن تک اوروں کی نظر بھی نہیں جاتی بلکہ بعض تو غایت دلیری سے ان کو محقرات امور قرار دے کر استہزاء کرتے ہیں۔

(1) ایک مقام پر رخصت کے وقت گاؤں کے چوہدری نے دوسو روپیہ جمع کر کے حضرت کو نذرانہ دیا حضرت کو شبہ ہوا، دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ اوروں سے بھی لیا گیا ہے۔فرمایا کہ ہدیہ تو محبت کے لئے ہوتا ہے۔جب دینے والوں کو میں نہیں جانتا تو مجھ کو ان سے محبت کیسے ہوگی۔اس لئے ہر ایک کی رقم واپس کردو۔پھر جس کو دینا ہو خود آکر دے تاکہ معلوم ہو کہ یہ میرا محسن ہے اور مجھے اس سے محبت ہو۔غرض یہ ہے کہ روپیہ واپس کردیا گیا۔مگر کسی نے آکر ایک روپیہ بھی نہ دیا محض رسم تھی۔

(2) ریاست بہاولپور کی طرف سے کسی موقع پر دوسرے علماء کے ساتھ حضرت والا کو بھی ڈیڑھ سو روپیہ بعنوان خلعت اور پچیس روپیہ بنام دعوت عطا کے گئے اس وقت تو حضرت والا نے دوسرے علماء کے ساتھ اس رقم کو بے خیالی احترام رئیس قبول فرمالیا۔لیکن بعد کو خلوت میں وزیر صاحب سے عذر کیا کہ ”یہ رقم بیت المال سے دی گئی ہے جس کا میں مصرف نہیں اس لئے واپس لے لی جائے، انہوں نے کہا کہ اب تو کاغذات میں اندراج بھی ہوگیا، واپسی کی کوئی صورت نہیں اس پر حضرت والا نے فرمایا کہ خیر اگر خزانہ میں واپسی نہیں ہو سکتی تو اس رقم کو مقامی علماء وطلباء میں صرف کردیا جائے کیونکہ شرعاً بیت المال کے وہی مصرف قریب ہیں۔

(3) کسی رئیس نے دوسو روپیہ خانقاہ کے مدرسہ امداد العلوم کے لئے بھیجے۔ساتھ ہی تشریف آوری کی درخواست بھی کی تو حضرت نے روپیہ واپس کردیا اور لکھا کہ دونوں باتوں کے اقتران سے احتمال ہوتا ہے کہ شاید مجھ کو متاثر کرنے کے لئے یہ رقم بھیجی گئی ہے۔

(4) ایک مرتبہ سہارنپور سے کانپور تشریف لے جارہے تھے، کچھ گنےّ ساتھ تھے جن کو محصول ادا کرنے کی غرض سے اسٹیشن پر تلوانا چاہا۔لیکن کسی نے نہیں تولا بلکہ از راہ عقیدت ریلوے کے غیر مسلم ملازمین نے بھی کہہ دیا کہ آپ یونہی لے جائیے ہم گارڈ سے کہہ دیں گے۔حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا۔گارڈ کہاں تک جائے گا؟ کہا غازی آباد تک۔فرمایا: غازی آباد سے آگے کیا ہوگا؟“ کہا گیا کہ یہ گارڈ دوسرے گارڈ سے کہہ دے گا حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا۔پھر آگے کیا ہوگا؟ کہا بس وہ کانپور تک جائے گا اور وہاں آپ کا سفر ختم ہو جائے گا، فرمایا“ نہیں وہاں سفر ختم نہ ہوگا آگے ایک اور سفر آخرت بھی ہے، وہاں کیا انتظام ہوگا؟ یہ سن کر سب رنگ رہ گئے اور بے حد متاثر ہوئے (یہ ہے احتیاط،خوف خدا اور فکر آخرت)

واپس فہرست پر جانے کے لیے اس تیر کے نشان پر کلک کریں

متحرک تبلیغ

اللہ تعالیٰ سے حقیقی خوف اور تقویٰ یہی ہے کہ ہر چھوٹے بڑے معاملہ میں اس کی رضا و ناراضی کا خیال تمام دنیاوی اغراض و مصالح پر غالب رہے یہی اسلام کی حقیقی اور زندہ تبلیغ ہے کہ مسلمان کی متحرک زندگی میں کھلی آنکھوں اپنے پرائے سب کو اسلام کی تعلیمات زندہ اور متحرک چلتی پھرتی نظر آئیں حضرت مجدد تھانوی رحمہ اللہ کا یہی رنگ تھا کہ جہاں تک معاصی کا تعلق تھا۔ صغائر و کبائر سے یکساں احتراز تھا۔

رائے زنی میں تقویٰ

غرض حضرت کا تقویٰ چھوٹے بڑے تمام امور میں بدرجہ اتم تھا اور صرف اپنی ذات کے مالی یا مادری معاملات ہی تک محدود نہیں تھا بلکہ دوسروں کے عقائد و اعمال کی نسبت کوئی رائے قائم کرنے میں بھی نہایت درجہ احتیاط اور حدود کا لحاظ فرماتے بزرگوں کے افعال و اقوال میں اگر کوئی بات خلاف نظر آتی تو تا بہ امکان تاویل ہی فرماتے کہ بدگمانی سے حفاظت ہو۔ اگر کوئی اور تاویل سمجھ میں نہ آتی تو غلبہ حال پر محمول فرماتے اور فرماتے کہ مغلوب معذور ہوتا ہے۔ بزرگوں ہی کا کیا ذکر سرسید، جن کی تکفیر تک بڑے بڑے علماء کی طرف سے باقاعدہ ہو چکی تھی، ان کے متعلق فرماتے تھے۔

عیب مے جملہ بگفتی ہنرش نیز بگوید

سرسید کو مسلمانوں کی دنیوی فلاح کی بہت ہی دھن تھی اور اس معاملہ میں بڑی دل سوزی تھی، کیا عجب ہے کہ اللہ تعالیٰ اسی صفت پر فضل فرمادیں۔

اسی لئے میں ان کو نادان دوست کہا کرتا ہوں۔

مولوی احمد رضا خاں صاحب، جنہوں نے خود حضرت کی تکفیر و مخالفت میں کوئی دقیقہ نہ اٹھا رکھا تھا، ان تک کی شد و مد سے حمایت فرماتے۔ اور فرماتے کہ ممکن ہے ان کی مخالفت کا سبب واقعی حب رسول ﷺ ہی ہو اور وہ ہم لوگوں کو غلط فہمی سے نعوذ باللہ حضور ﷺ کی شان میں گستاخ ہی سمجھتے ہوں۔ کیا ٹھکانا ہے اس رواداری، حسن ظن اور اہتمام حفظ حدود کا۔ فرمایا کرتے تھے کہ بعض فاسقوں اور فاجروں میں بھی کوئی ایسی بات ہوتی ہے کہ بڑے بڑے مشائخ میں نہیں ہوتی لہٰذا کسی کو حقیر نہ جاننا چاہیئے۔ یہ ہے بھی رواداری اور بے تعصبی جو سچی دینداری اور تقویٰ سے پیدا ہوتی ہے۔

یہ تھا ان کی ذات وصفات اور شخصیت کا بہت ہی اجمالی اور سرسری خاکہ۔

واپس فہرست پر جانے کے لیے اس تیر کے نشان کو کلک کریں۔

30

ماہنامہ الصیانۃ لاہور

بانی حکیم الامت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

مجلس صیانۃ المسلمین پاکستان

ذوالقعدہ ۱۴۴۵ھ، مئی 2024ء

مجالسِ مسیح الامّت

مسیح الامت حضرت مولانا شاہ محمد مسیح اللہ خان صاحب شیروانی رحمہ اللہ

گذشتہ سے پیوستہ

رنگ شریعت کس طرح حاصل ہو

اب سوال ہوتا ہے کہ شریعت کا یہ رنگ کس طرح حاصل ہوتو اس کا طریق یہ ہے کہ کسی شیخ کامل کی خدمت میں پہنچ کر خدا کی محبت اور خدا سے خاص تعلق پیدا کرو جب دل محبت خدا کے رنگ میں رنگ جائے گا تو شریعت کا رنگ مذکور آجائے گا۔ چنانچہ میرے شیخ نور اللہ مرقدہٗ کے پاس قانون شریعت کے جاننے والے بڑے بڑے علامہ پہنچے جو علم کے ساتھ دل لگائے ہوئے تھے ان کے دلوں کو ذات باری تعالیٰ کے ساتھ ایسا رنگا تھا کہ وہ شریعت کے ایسے ہی باریک احکام پر چلتے تھے، توفیق الٰہی سے ایسی کیفیت ہو جاتی ہے کہ جو دل میں بیٹھا ہوا ہے اس کے خلاف کرنے کی طاقت وہمت نہیں رہتی۔ خلاف کی طاقت سلب ہو جاتی ہے، حق تقویٰ دل کے اندر رچ بس جاتا ہے اب اس سے ہٹ کر اس کا قدم کیسے اٹھے گا۔ جب یہ تقویٰ بتوفیقہ تعالیٰ حاصل ہو جاتا ہے تو سب کام آسان ہو جاتے ہیں۔

حق تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقٰتِہٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ (پارہ4ع2)

اے ایمان والو اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف کرنے سے ڈرتے رہو، بچتے رہو جیسا کہ ڈرنے کا اور بچنے کا حق ہے۔

مطلب یہ ہے کہ جیسے تم نے کفر وشرک کی معصیت کو چھوڑ کر ایمان اختیار کیا ہے ایسے ہی ایمان کا جو حق ہے اس کو بھی اختیار کرو یعنی کفر وشرک کے علاوہ جو معصیت کی چیزیں ہیں ان کو بھی چھوڑ دو اٰمَنُوا میں تو کفر وشرک کو چھوڑ کر ایمان والی زندگی آگئی اور اِتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقٰتِہٖ میں ظاہری باطنی اعمالی زندگی آگئی، حقوق اللہ اور حقوق العباد داخل ہو گئے کہ ان حقوق میں اللہ تعالیٰ کے احکام کے خلاف کرنے سے بچتے رہو، ڈرتے رہو جیسا کہ بچنے اور ڈرنے کا حق ہے۔ جیسے تم نے شرک وکفر کو چھوڑا ہے ایسے ہی گناہ کبیرہ وگناہ صغیرہ

واپس فہرست پر جانے کے لیے اس تیر کے نشان کو کلک کریں۔

اور مشتبہات کو بھی چھوڑ دو اور یہ صرف دس پندرہ سال کیلئے نہیں بلکہ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ یعنی تمہاری موت نہ آوے مگر اس حال میں کہ تم پوری تابعداری کے ساتھ ہو۔ وقتِ موت تک تم پورے حق تعالیٰ کے قانون کے تابعدار بنے رہو، اسی حقوق اللہ اور حقوق العباد کے ادا کرنے کا نام عبادت ہے، صرف نماز روزہ ادا کرنے کا، زکوٰۃ دینے کا اور زیادہ پیسہ ہو تو حج کرنے کا نام ہی عبادت نہیں ہے اگر ان ارکان اربعہ کے علاوہ کسی اور چیز کا نام عبادت نہیں ہے تو پھر بندوں اور دوسری مخلوق کے متعلق اللہ تعالیٰ نے احکام کیوں نازل فرمائے ہیں اور میرے حضرت رحمہ اللہ اس طرح حقوقِ ازواج کی کیوں پیروی کر رہے ہیں جیسا کہ بیان کیا گیا، اپنے اوپر جان بوجھ کر کیوں شہادت ڈال رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ اگر اس کے خلاف ہوگا تو کل قیامت کی پیشی کے وقت کیا حال ہوگا، یہ مصیبت وہاں کی مصیبت سے بڑھ کر نہیں۔

فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِی الْاَبْصَارِ

غرضیکہ موت کے وقت تک مومنین سے تقویٰ کا مطالبہ ہے ظاہری اعمال مامور بہا اور منہی عنہا کے متعلق بھی اور باطنی اخلاق وعقائد، اوامر ونواہی کے متعلق بھی، اور باطن کیا ہے؟ مثال کے طور پر تکبر ہے، حسد ہے یہ باطن سے متعلق ہیں جیسے شراب پینا چھوڑا ہے جو ظاہر سے متعلق تقویٰ ہے ویسے ہی تکبر کو چھوڑنا بھی ضروری ہے جو باطن کا تقویٰ ہے یہ کیا بات ہے کہ تم نے شراب تو چھوڑ دی اور تکبر نہیں چھوڑتے۔ جب خدا تعالیٰ کے خوف سے شراب چھوڑی ہے تو خدا کے خوف سے تکبر کیوں نہیں چھوڑا، معلوم ہوتا ہے کہ دال میں کچھ کالا ہے یہ محاورہ ہے شراب پینا خدا کے خوف سے نہیں چھوڑی بلکہ اس لئے چھوڑی ہے کہ پینے کے وقت یہ خیال رہتا ہے کہ شراب پینا خاندان کی شرافت ونجابت کے خلاف ہے عزت کے خلاف ہے، اس سے لوگوں میں بدنامی ہوگی، اسلئے چھوڑی ہے خدا کے خوف یا حکم خداوندی کے خلاف سمجھ کر نہیں چھوڑی، ارے اس کو حکم خداوندی کے خلاف سمجھ کر اور خوف خدا کی وجہ سے چھوڑا تھا تو تکبر کو کیوں نہیں چھوڑا۔ ڈکیتی، چوری کرنا تو چھوڑ دی کہ لوگوں کو معلوم ہوگا تو دشواری اور شرمندگی ہوگی لیکن چھپ کر جیب میں سے نکال لینا نہیں چھوڑا، تو کیا یہ چوری نہیں ہے اچکن والا تو موجود نہیں ہے جس کی جیب میں سے نکال رہا ہے۔ اور کوئی بھی موجود نہیں ہے لیکن خدا تو موجود ہے وہ ذات احکم الحاکمین تو دیکھ رہی ہے کہ فلاں کی جیب میں پیسے نکال کر لے جا رہا ہے۔ اسی طرح چوری تو چھوڑ دی لیکن حرص ولالچ کیوں نہیں چھوڑا۔ رشوت کیوں نہیں چھوڑی جھوٹ بولنا، غیبت کرنا وغیرہ کیوں نہیں چھوڑا؟ اس لئے کہ سب کر رہے ہیں اس کو کوئی عیب ہی نہیں جانتا۔ ارے مومن ہو کر اس کا عیب ہونا تیری نگاہ سے ایسا نکلا، کیا نہیں جانتا کہ یہ سب کفار ومشرکین کے کام ہیں یہ

واپس فہرست پر جانے کے لیے
اس تیر کے نشان کو کلک کریں۔

تیرے اندر کفر وشرک ہو رہا ہے رشوت لینا، سود لینا یہ تو کفر وشرک والوں کے کام ہیں تو تو مومن ہے پھر تجھ سے سود لینا کیسے ہوا۔ یہ تو تو بندوں کا حق تلف کر رہا ہے، شرک والوں کا کام کر رہا ہے اور پھر دعویٰ کر رہا ہے انا مسلم مومن (میں مسلمان ومومن ہوں)۔

یہ شریعت کا دوسرا منفی پہلو ہے پہلا شریعت کا مثبت پہلو تھا وہ پہلو کرنے کا تھا جس کو حضرت والا رحمہ اللہ کے واقعات کے ضمن میں بیان کیا گیا اور یہ منفی پہلو ہے کہ جس طرح کفر وشرک کو اللہ تعالیٰ کے خوف کی وجہ سے چھوڑا ہے اسی طرح حسد، کبر، رشوت، سود کو بھی خدا کے خوف سے ترک کرو، یہ کیسا خوف ہے کہ بعض گناہوں کے ترک پر تو آمادہ کرتا ہے اور بعض پر نہیں خدا تعالیٰ کا خوف تو ہر جگہ کے لئے ہے اور موت تک ہے اور ہر ہر معاملہ کے اندر ہے جب تم مومن ومسلم ہو تو اس کا حق تقوی اختیار کرو اطاعت کاملہ اعمال ظاہرہ اور اخلاق باطنہ میں مدنظر رکھو، یہی عبادت کی حقیقت ہے، اسی کو حق تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے وَاعبُد رَبَّكَ حَتى يَاتِيكَ اليقين کہ اے میرے پیارے محبوب محمد مصطفی احمد مجتبیٰ، آخر الزماں، خاتم الانبیاء والمرسلین (ﷺ) اپنے رب کی عبادت کرتے رہو موت کے وقت تک واعبد فرمایا ہے کہ عبادت کرتے رہو، صرف صل (نماز پڑھو) نہیں فرمایا صم (روزہ رکھو) نہیں فرمایا زَكِّ (زکوۃ دیتے رہوں) نہیں فرمایا واعبد فرمایا ہے نماز روزہ اور عبادت میں یہی فرق ہے کہ عبادت تمام حقوق اللہ اور حقوق العباد کو شامل ہے جس کا تھوڑا سا نقشہ، گوشوارۂ زندگی ترتیب کے ساتھ چلنے کا احقر نے آپ کے سامنے پیش کیا ہے۔ اس میں ظاہریات کے ساتھ کچھ باطنیات کا بھی بیان ہوا اور عبادت کی حقیقت بھی معلوم ہوئی کہ عبادت ایک، دو چیز کے اندر محصور ومحدود نہیں ہوگئی ہے بلکہ اس کا مفہوم ایسا عام ہے کہ تمام احکام شرع کو حاوی ہے اور عبادت کا حکم رسول اللہ ﷺ کو اس لئے دیا گیا ہے کہ جب آپ خود امت کے سامنے جس طرح حکم ملا ہے نہیں کریں گے تو امت کو کیا معلوم ہوگا کہ کس طرح کیا جائے گا جس طرح آپ لوگوں کو پیغام حق سنانے اور تبلیغ کرنے کے مکلف تھے اسی طرح آپ اس کے بھی مکلف تھے کہ کر کے دکھائیں، یہ نہیں کہ آپ مخلوق کو تعلیمات اسلام اور طریق عبادت کے سکھانے اور فرض منصبی کی حیثیت سے تبلیغ اسلام میں لگے رہنے ہی پر ہی اکتفاء کریں بلکہ جو کچھ آپ تعلیم وتبلیغ فرما رہے ہیں اس کو کر کے بھی دکھائیں یہ نہیں العیاذ باللہ کہ خود نماز چھوڑ کر دوسروں کو نماز کی دعوت دیں اور نہ یہ کہ دوسروں کو تو شرعی کاموں کی طرف بلاویں اور خود کا عمل شریعت کے مطابق نہ ہو۔

چنانچہ دوسری جگہ سورہ الم نشرح میں ارشاد ہے فَإِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ جب آپ عبادتی تبلیغی

واپس فہرست پر جانے کے لیے اس تیر کے نشان پر کلک کریں

کاموں سے فارغ ہو جائیں تو اپنے اوپر عبادت ذاتی میں مشقت اٹھائیے، مضبوطی کے ساتھ مخلوق سے الگ ہو کر ذکر و نوافل وغیرہ میں اللہ کی عبادت میں اپنے آپ کو لگائیے، اور مخلوق سے علیحدگی کا وقت رات کا ہے لہذا یہ یکسوئی رات کے وقت اختیار فرمائیے۔ وَإِلَىٰ رَبِّكَ فَارْغَبْ اور رغبت کیساتھ اپنے رب کی طرف متوجہ رہیئے اس آیت شریفہ میں رسول اللہ ﷺ کو بھی مکلف بنایا جارہا ہے کہ اپنے لئے بھی کوئی مخصوص وقت ہونا چاہیئے کہ جس میں اللہ کی یاد کے سوا کسی کا دخل اور شرکت غیر بالکل نہ ہو اور ذات حق کے سوا کسی کی طرف بالکل توجہ نہ ہو۔

اور جب رسول اللہ ﷺ اس کے مکلف ہیں حالانکہ کارِ تبلیغ میں مشغولی آپ کو توجہ الی الحق سے سے مانع نہیں ہوسکتی تو پھر امت کے خدامِ دین کے لئے یہ حکم کیوں نہ ہوگا اسی لئے مدرسین بھی مبلغین و مصنفین و مؤلفین بھی، واعظین ومناظرین بھی سب ہی اس بات کے مکلف ہیں کہ کوئی وقت عبادت کارات کے کسی حصہ میں اپنے لئے مستقل رکھیں، بھلا رسول اللہ ﷺ کے لئے لئے تو یہ حکم ہو اور مدرس و معلم وغیرہ کیلئے نہ ہو، اسے کون باور کرے گا۔

بعض معلمین و مدرسین یہ خیال کرتے ہیں کہ تعلیم و تعلم میں مشغولی کے احادیث شریف میں بہت فضائل وارد ہوئے ہیں۔ لہذا یہ پڑھنا پڑھانا اور مطالعہ کرنا قائم مقام تہجد کے ہوجائے گا واہ واہ خوب سمجھے کہ تعلیم میں مشغولی سے تہجد معاف ہوگئی۔ اگر ایسا ہوتا تو رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی تو تعلیم و تعلم میں مشغول رہتے تھے پھر ان سے بھی تہجد معاف کو ہوجانا چاہیئے تھا۔ واہ معلم صاحب خوب سمجھے، اظہار افسوس کر رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس سوءِ فہم سے محفوظ رکھیں، صدق و اخلاص نصیب فرمائیں۔

خاص طلبہ کو خطاب

عزیزان من ہوش میں آؤ، اپنا فرض منصبی پہچانو، پنج وقتہ نماز باجماعت مسجد میں تکبیر اولی کے ساتھ پڑھو۔ وضو باقاعدہ مستحبات کا خیال کرکے کرو، انگلیوں کا خلال تک دھیان رکھ کر کرو، ابھی تو وضو بھی ٹھیک نہیں ہے نماز کا پورے اخلاص وصدق کے ساتھ ہونا تو بعد کی بات ہے۔

ایک عجیب مثال

جب تمہارا چاقو تیز دھار کا نہیں ہے۔ تو قلم کیسے اچھا بن جائے گا، تمہاری چُھری دھاری دار نہیں ہے تو جانور کو آسانی سے کس طرح ذبح کروگے۔ جب تمہارا وضو ہی اپنی جگہ پر آداب وضو کے ساتھ تیز دھاری کا

واپس فہرست پر جانے کے لیے ایرو پر کلک کریں۔

نہیں۔تو جو مقصود اس پر موقوف ہے یعنی نماز وہ کیا ٹھیک ہوگی۔

الغرض بات حقوق اللہ اور حقوق العباد کی چل رہی تھی اور عبادت کا مطلب سمجھایا جارہا تھا، غالباً حقوق اللہ اور حقوق العباد کی اہمیت اور عبادت کی حقیقت کہ وہ اطاعت کاملہ ہے سمجھ میں آگئی ہوگی۔بفضلہ تعالیٰ یہ مختصر ترتیب سلوک کی جو آج احقر نے عرض کی ہے اس سے پہلے اس ترتیب سے کبھی بیان نہیں ہوئی تھی اس لئے یہاں رہنے والے بھی غور وفکر کے ساتھ سوچ لیں کہ جس ترتیب سے آج عرض کیا ہے کیا آج سے قبل اس طرح کہا تھا؟ نہ معلوم کس کی برکت سے حق تعالیٰ نے کہلوایا ہے۔

یہ آپ حضرات کا احسان ہے کہ یہاں تشریف لاتے ہیں ذات باری تعالیٰ یہ مفید باتیں دل میں ڈالتے ہیں اور زبان سے نکلواتے ہیں وہ ذات عَلِیمٌ بِذَاتِ الصُّدُور ہے وہ دلوں کے حال کو جانتی ہے کہ یہاں کون کس طلب صادق کو اور کن امراض کو لئے بیٹھا ہے، درحقیقت حکیم مطلق ہی مصلح و معلم حقیقی ہیں، ارے کیا خبر کون اللہ تعالیٰ کا بندہ کس صدق وطلب اور تڑپ واخلاص کے ساتھ حاضر ہوا ہے ان کے لئے یہ سب باتیں اللہ تعالیٰ کہلواتے ہیں اور سننے والے کو سنواتے ہیں اور طالبین صادقین کے دلوں میں پیوست کردیتے ہیں اور وقت پر اس کے مطابق عمل کر نیکی توفیق ارزانی عطا فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ ہمارے اندر صدق واخلاص اچھی طرح محفوظ کردیں اور سب کو توبۃ النصوح (خالص توبہ) عطا فرمائیں۔

خلاصہ مجلس

خلاصہ مجلس یہ ہوا کہ حق تعالے نے ایمان کے بعد ہر مومن سے تقوی کا مطالبہ کیا ہے اور تقویٰ یہ ہے کہ اوامر کے بجالانے کے ساتھ ظاہری اور باطنی گناہوں کو ترک کردے اور جو کوتاہی ماقبل میں ہوگئی اس کی تلافی کی کوشش میں لگ جائے حقوق اللہ تعالی اور حقوق العباد کی ادائیگی کی فکر حتی المقدور شروع کردے اور اسی میں لگا رہے وَلا تمُوتُنَّ إلاَّ وأنتم مسلمون کا یہی مطالبہ ہے۔

اس مجلس میں چونکہ سلوک کی ترتیب وتفصیل بیان کی گئی تھی لہذا اس مجلس کا نام بھی ترتیب سلوک رکھا گیا۔

اللہ تعالیٰ نافع فرمادیں آمین ثم آمین۔

واپس فہرست پر جانے کے لیے اس تیر کے نشان پر کلک کریں۔

بانی
حکیم الامت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ
ماہنامہ الصیانۃ لاہور
ذوالقعدہ ۱۴۴۵ھ مئی 2024ء

روحِ تصوّف

قسط ۴۴

مؤلفہ: حکیم الامت مجدّد ملت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانوی نوراللہ مرقدہ
شرح اُردو: مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع عثمانی رحمہ اللہ

حضرت ابو علی محمد بن عبد الوہاب ثقفی کے ملفوظات

مربی کے شرائط

آپ رحمہ اللہ فرماتے تھے اگر کوئی شخص تمام علوم جمع کر لے اور ہر جماعت کے بزرگوں کی صحبت میں رہے وہ مردان راہ خدا کے درجہ کو اس وقت تک نہیں پہنچ سکتا جب تک کسی ایسے شیخ و مقتداء کے سامنے مجاہدہ و ریاضت نہ کرے جو تادیب کرنے والا اور خیر خواہ ہو۔ اور جس شخص نے کسی ایسے شیخ سے اصلاح حاصل نہ کی جو اس کو (مفید چیزوں کا) امر کرنے والا اور (مضر چیزوں سے) منع کرنے والا ہو۔ اور جو اس کو اُس کے اعمال کے عیوب اور نفس کی رعونت پر متنبہ نہ کرتا ہو تو تصحیح معاملات (اصلاح) میں اُس کی اقتداء درست نہیں۔

ملفوظات حضرت ابو عبد اللہ محمد بن منازل رحمہ اللہ

(آپ حضرت حمدون رحمہ اللہ کے اصحاب میں سے ہیں)

فضول کاموں کا ترک کرنا

فرماتے تھے کہ جو شخص کسی بے ضرورت چیز کا التزام کرتا ہے وہ اپنے احوال میں سے بہت سی ایسی چیزوں کو ضائع کر دیتا ہے جن کا وہ محتاج ہے اور وہ اُس کیلئے ضروری ہیں۔

مصلح پر اعتراض نہ کرنا چاہیے

فرمایا کہ تم جس شخص کے علوم کے محتاج ہو اُس کے عیوب پر نظر نہ کرو۔ کیونکہ اُس کے عیوب پر تمہارا نظر کرنا تمہیں اُس کی برکات علوم کے انتفاع سے محروم کر دیگا۔

واپس فہرست پر جانے کے لیے اس بٹن پر کلک کریں۔

مجلس صیانۃ المسلمین پاکستان
بانی
حکیم الامت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ
ماہنامہ الصیانۃ لاہور
ذوالقعدہ ۱۴۴۵ھ، مئی 2024ء

چودھویں صدی کے مجدد

حکیم الامت مجدد ملت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا فیضان

حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب رحمۃ اللہ

یوں تو اہل طریقت کے مقامات اپنے اپنے ہیں اور ان میں کئی طبقات ہوئے ہیں مگر جہاں تک مجدد کا تعلق ہے تو یاد رکھئے کہ مجدد اپنے مقام سے نہیں بلکہ اپنے کام سے پہچانا جاتا ہے۔ حضرت امام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (۱۱۷۶ھ) نے اس کی تصریح فرمائی ہے۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ چودھویں صدی کے مجدد تھے۔ آپ کی خدمات صرف قرآن و حدیث اور فقہ اسلامی پر ہی نہ تھیں احسان و سلوک میں بھی آپ کا کام اتنا جامع ہمہ گیر ہے کہ اس کا احاطہ کرتے ہوئے قلم ساتھ نہیں دیتا۔ سو مناسب سمجھا کہ اسے ہم اس بزرگ کے حوالہ سے سپرد قلم کریں جو علمی ادبی دینی اور تاریخی دائروں میں شہرہ آفاق تھا اور جس نے ان علماء سے بھی استفادہ کیا تھا جو علمائے دیوبند سے وابستہ نہ تھے اس نے پھر براہ راست تھانہ بھون حاضری دی اور حضرت کو بہت قریب سے دیکھا اور ان کے قلم میں بھی اتنی سلامتی اور قوت تھی کہ آپ جم کر ایک بات کہہ سکتے تھے میری مراد مورخ اسلام حضرت علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ ہیں۔ آپ نے حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ کو کس طرح پایا اسے آپ کی زبانی سنیں۔ آپ لکھتے ہیں:۔

اصلاح امت کی کوشش میں علمی و عملی زندگی کے ہر گوشہ پر ان کی نظر تھی۔ بچوں سے لے کر بوڑھوں تک عورتوں سے لے کر مردوں تک، جاہلوں سے لے کر عالموں تک فاسقوں سے لے کر صوفیوں، درویشوں، زاہدوں تک، غریبوں سے لے کر امیروں، استادوں اور مدرسوں تک، غرض ہر صنعت امت اور ہر جماعت کے کاموں تک ان کی نظر دوڑی۔ شادی بیاہ، غمی اور دوسری تقریبوں اور اجتماعوں تک کے احوال پر ان کی نگاہ پڑی اور شریعت کے معیار پر جانچ کر ہر ایک کا کھرا اور کھوٹا الگ کیا اور رسوم و بدعات اور مفاسد کے ہر روڑے اور تھر کو صراط مستقیم سے ہٹا دیا۔ تبلیغ، تعلیم، سیاست، معاشرت، معاملات، اخلاق، عبادات اور عقائد میں دین خالص کی نظر میں جہاں کوتاہی نظر آئی اس کی اصلاح کی۔ فقہ کے نئے نئے مسائل اور مسلمانوں کی نئی نئی ضرورتوں کے متعلق پورا سامان مہیا کر دیا اور خصوصیت کے ساتھ فن احسان و سلوک کی جس کا مشہور نام تصوف ہے تجدید کی۔ (جامع المجددین ص: ۲۷)

واپس فہرست پر جانے کے لیے
ایرو کے نشان پر کلک کریں۔

پھر آپ نے یہ بھی کہا:۔

وہ فن جو جوہر سے خالی ہو چکا تھا پھر شبلی، جنید اور جیلانی، بسطامی اور سہروردی و سرہندی رحمہم اللہ بزرگوں کے خزانوں سے معمور ہو گیا۔ یہ ہستی مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کی ہے۔

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کا فیضان طریقت

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ نے تصوف اور احسان وسلوک کے موضوع پر تقریبا پچاس سے زائد کتابیں اور رسائل تحریر فرمائے ہیں۔ قرآن کریم کی آیات سے تصوف کا اثبات اور احادیث کریمہ سے تصوف کا ثبوت اپنی نظیر آپ ہے اور یہ آپ ہی کا حصہ تھا اس کی سابق میں کوئی مثال نہیں ملتی۔ آپ کے مجموعہ فتاویٰ (امداد الفتاوی) میں ایک مستقل باب کتاب السلوک کے نام سے ہے جس میں آپ نے تصوف کے بارے میں اٹھنے والے سوالات کے جوابات اور اعتراضات وشبہات کے تسلی بخش جوابات دیئے ہیں۔ آپ کے مواعظ (جو ۳۰ جلدوں میں ہیں) وملفوظات (جو ۱۵ جلدوں میں ہیں) میں تصوف کے حقائق و دقائق اور مسائل ومعارف جگہ جگہ ملتے ہیں جس سے کئی جلدیں مرتب ہو سکتی ہیں۔ آئیے ہم حضرت کی چند اہم تالیفات دیکھیں اور اندازہ کریں کہ حضرت حکیم الامت کی خدمات تصوف کس قدر روشن ہیں۔

(۱) مسائل السلوک من کلام ملک الملوک

یہ کتاب عربی میں ہے اس میں سلوک کے ہر مسئلے کو آیات قرآنیہ سے ثابت کیا ہے اور تصوف کے شعبے کی کلام اللہ سے تائید فرمائی۔ یہ کتاب شریعت کی روح اور طریقت کی جان ہے۔ مخالفین تصوف کے لیے اتمام حجت اور محبین سلوک کے لیے ازدیاد محبت ہے، اس کا اردو ترجمہ رفع الشکوک ترجمہ مسائل السلوک کے نام سے ہو چکا ہے۔

(۲) التشرف بمعرفة احاديث التصوف

یہ بھی عربی میں ہے۔ اس کتاب میں ان احادیث کی تحقیق ہے جو کتب تصوف یا صوفیاء کرام کے کلام میں آئی ہیں۔ پھر ان احادیث کی حیثیت بتائی گئی ہے کہ یہ کسی درجے کی ہیں۔ اس کتاب میں ان احادیث کی حقیقت بھی واضح کی گئی ہے جو دراصل حدیث نہ تھیں بلکہ غلطی سے لوگوں نے اسے حدیث مشہور کر دیا تھا۔ اس کا اردو ترجمہ تکمیل التصرف فی تسہیل التشرف کے نام سے ہوا ہے۔

واپس فہرست پر جانے کے لیے ایرو کے نشان کو کلک کریں۔

(۳) التکشف فی مہمات التصوف

اس کتاب میں تصوف کی حقیقت کو کتاب وسنت سے ثابت کیا گیا ہے اور اس کی راہ میں پائی جانے والی بدعات کی نشاندہی بھی کی گئی ہے تاکہ سالک آسانی کے ساتھ صراط مستقیم کو پالے۔ پانچ سو کے قریب صفحات کی یہ کتاب تصوف کے مسائل مہمہ پر مشتمل ہے اور تاریخ تصوف میں اس جیسی علمی کتاب نظر نہیں آتی۔

(۴) قصد السبیل الی المولی الجلیل

اس کتاب میں فن تصوف کی حقیقت اور اس کا صحیح طریقہ بتلایا گیا ہے، اس میں عوام کی اس غلط فہمی کا ازالہ کیا گیا ہے کہ تصوف ترک دنیا کا نام ہے اور یہ راہ بہت دشوار ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے واضح ہو جاتا ہے کہ تصوف کا دروازہ کسی بندہ خدا پر بند نہیں ہے۔

(۵) حقیقۃ الطریقۃ من السنۃ الانیقۃ

یہ رسالہ التکشف میں شامل ہے اس میں ۳۰ اباب ہیں جو التکشف کے ضمن میں بیان ہوئے ہیں، ان سب کو تین سو احادیث سے مزین فرمایا ہے۔

(۶) النکت الدقیقۃ

اس کتاب میں تصوف کے دقیق نکات سے بحث کی گئی ہے۔

(۷) تربیۃ السالک وتنجیۃ الہالک

فن تصوف کی یہ کتاب نہایت کارآمد اور رہبر کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس کتاب میں سالکین کے مشکل مسائل کا حل بتایا گیا ہے اور ان کے شبہات کا جواب دیا گیا ہے۔ تین مخیم جلدوں میں یہ کتاب نہ صرف سالکین کے لیے مفید ہے بلکہ محققین نے بھی اس سے بہت کچھ پایا ہے۔

(۸) تعلیم الطالب

اس رسالہ میں طالبین کے لیے متعدد مفید نصائح درج ہیں۔

(۹) کلید مثنوی شرح مثنوی مولانا روم

مولانا جلال الدین رومی رحمہ اللہ کی کتاب مثنوی شریف کی یہ بے نظیر شرح ۲۵ جلدوں میں ہے۔ اس

واپس فہرست پر جانے کے لیے اس تیر کے نشان کو کلک کریں۔

شرح میں مسائل تصوف کو نہایت موثر اور دلنشین پیرایہ میں سمجھایا گیا ہے۔

(۱۰) مثنوی زیر و بم

حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے یہ نظم مثنوی مولانا روم رحمہ اللہ کی بحر میں اس وقت لکھی جب آپ کی عمر صرف اٹھارہ سال تھی۔ یہ اشعار تصوف کی روح رواں اور سوز و گداز کے مضامین سے لبریز ہیں۔ اس میں تصوف کے مسائل اور اس کے حقائق بھی پوری طرح کھولے ہیں۔

اس کے علاوہ اصلاح المزاج باصلح العلاج، حسن العلاج لسوء المزاج، رونمائے مثنوی، تمیز العشق من الفسق، القول الفصل فی بعض آثار الوصل، الاعتدال فی متابعۃ الرجال، دخول وخروج برنزول وعروج، الانوار والتجلی، مسائل مثنوی، انوار الوجود فی اطوار الشہود، التجلی العظیم فی احسن التقویم، حق السماع، عرفان حافظ، معارف العوارف ترجمہ عوارف المعارف، الابتلاء لائل الاصطفاء، الجلاء والشوف فی الرضاء والخوف، ارضی الاقوال فی عرض الاعمال، الیم فی السم. الطم فی السم، رفع الضیق عن مسائل الطریق، البصائر فی الدوائر، الرفیق فی سواء الطریق، شمس الفضائل لطمس الرذائل، لامع علامات الاولیاء، تعلیم الدین، حیات المسلمین، اصلاح انقلاب امت۔

پھر یوں تو حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے ہر وعظ میں مسائل تصوف اور تزکیہ قلب سے بحث کی گئی ہے تاہم تزکیہ و اخلاق کے موضوع پر آپ کے وعظ کی تعداد تقریباً ۸۵ ہے۔ اس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ احسان و سلوک کے سلسلے میں حضرت تھانوی رحمہ اللہ کا کام کتنا جامع ہوا ہے۔

مولانا پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمہ اللہ کے خلیفہ مولانا غلام محمد گھوٹوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مولانا تھانوی رحمہ اللہ کی کتابوں پر نظر کرنے سے گمان ہوتا ہے کہ یہی اس صدی کے مجدد ہیں۔

حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے خلفاء کی تصوف میں تالیفات

حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے خلفائے کرام نے بھی تزکیہ و تصوف کے موضوع پر گراں قدر کتابیں تالیف فرمائی ہیں۔ ان میں سے چند اکابر اور ان کی تالیفات تصوف ملاحظہ کریں۔

(۱) مصلح الامت حضرت مولانا شاہ وصی اللہ الہ آبادی رحمہ اللہ

آپ رحمہ اللہ نے تصوف، نسبت صوفیہ (دو حصے) وصیۃ الاخلاص، فوائد صحبت، تلاش مرشد، طریقہ اصلاح،

واپس فہرست پر جانے کے لیے اس تیر کے نشان پر کلک کریں۔

عاقبۃ الافکار، وصیۃ السالکین، ذکر اللہ، راہ صفا، خوفِ آخرت لکھیں۔ آپ کے وعظ و ملفوظات بھی ہیں جو تزکیہ قلب حاصل کرنے والوں کے لیے ایک رہنما حیثیت رکھتے ہیں۔

(۲) مسیح الامت حضرت مولانا شاہ مسیح اللہ جلال آبادی رحمہ اللہ (۱۳۱۳ھ)

آپ رحمہ اللہ نے شریعت و تصوف، ایوان طریقت لکھیں۔ پھر آپ کے مواعظ میں سے ذکر الٰہی، خوف الٰہی، تعلق الٰہی، خشیت الٰہی، الاخلاص، جہاد اور اصلاح نفس، خلاصہ تصوف بہت معروف ہیں نیز آپ کی اصلاحی مجالس کے بھی دس سے زیادہ حصے شائع ہو چکے ہیں۔

(۳) محدث شہیر حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی قدس سرہ (۱۳۹۴ھ)

آپ رحمہ اللہ نے عارف باللہ شیخ سید احمد رفاعی رحمہ اللہ کی کتاب البرہان المؤید کا ترجمہ البیان المشید کے نام سے فرمایا، پھر امام شعرانی کی البحر المورد کا اردو ترجمہ الدر المنفود کے نام سے اور آداب العبودیہ کا اسباب المحمودیہ کے نام سے ترجمہ کیا پھر شیخ منصور حلاج کے حالات پر ایک تحقیقی کتاب القول المنصور فی ابن المنصور تالیف فرمائی۔ آپ کی کتاب انکشاف الحقیقہ عن استخلاف الطریقہ اپنے موضوع پر نئی کتاب ہے جس میں اس امر سے بحث کی گئی ہے کہ شریعت و طریقت سے واقف ہونے اور مجاز بیعت ہونے کے بعد کیا شیخ اس سے اپنی خلافت واپس لے سکتا ہے۔ آپ کے اصلاحی مکتوبات الظفر الجلی باشرف العلی کے نام سے آپ کی زندگی میں ہی شائع ہو گئے تھے۔

(۴) حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ

آپ رحمہ اللہ کے خطبات میں جگہ جگہ مسائل تصوف سے بحث کی گئی ہے اور تصوف کے بعض اہم مسائل کو نہایت موثر اور دلنشین پیرایہ میں سمجھایا گیا ہے۔ آپ کا ایک وعظ اہمیت تزکیہ کے عنوان پر بھی ہے جس کا انگریزی میں ترجمہ ہو چکا ہے۔

(۵) حضرت مولانا محمد عیسیٰ صاحب الہ آبادی رحمہ اللہ

آپ رحمہ اللہ نے انفاس عیسیٰ کے نام سے تصوف کے معارف پیش کئے ہیں۔

(۶) حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب امرتسری رحمہ اللہ

آپ رحمہ اللہ نے الکلام الحسن میں حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے افادات جمع کئے ہیں جس میں تزکیہ و تصوف

واپس فہرست پر جانے کے لیے اس نشان کو کلک کریں۔

اور قلبی اصلاح کے لیے بہت قیمتی مواد ملتا ہے۔

(۷) حضرت خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمہ اللہ

آپ رحمہ اللہ نے تصوف کے حقائق و معارف کو منظوم کلام میں پیش کیا ہے اور اس راہ پر چلنے والوں کے لیے بہت رہنمائی فرمائی ہے آپ رحمہ اللہ نے اپنے شیخ کے افادات کو حسن العزیز کے نام سے بھی کئی حصوں میں شائع فرمایا ہے۔

(۸) حضرت مولانا ڈاکٹر عبد الحی صاحب عارفی رحمہ اللہ

آپ رحمہ اللہ نے اپنے شیخ کے اصلاحی افادات کو مآثر حکیم الامت، بصائر حکیم الامت اور معارف حکیم الامت کے نام سے شائع فرمایا ہے۔ آپ رحمہ اللہ کا منظوم کلام صہبائے سخن کے نام سے شائع ہو چکا ہے جو معرفت و محبت میں ڈوبا ہوا ہے اور قلب میں محبت الٰہی کا ایک خاص کیف پیدا کرتا ہے۔

ہم نے یہاں حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے اجل خلفائے کرام اور ان کی چند تالیفات کا ذکر کیا ہے، ان کے علاوہ دیگر اکابر نے بھی اس موضوع پر نہایت مفید رسائل تحریر فرمائے ہیں۔

جہاں تک دور آخر میں مجموعی طور پر تزکیہ و تصوف کی علمی اور تحریری خدمات کا تعلق ہے تو اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اس دور آخر میں علمائے حق کی خدمات بہت وسیع ہیں۔ (آثار الاحسان جلد 1)

حج نہ کرنے پر وعید

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَمْ يَمْنَعْهُ مِنَ الْحَجِّ حَاجَةٌ ظَاهِرَةٌ أَوْ سُلْطَانٌ جَائِرٌ أَوْ مَرَضٌ حَابِسٌ فَمَاتَ وَلَمْ يَحُجَّ فَلْيَمُتْ إِنْ شَاءَ يَهُودِيًّا وَإِنْ شَاءَ نَصْرَانِيًّا (الدارمی، باب من مات ولم یحج، 1826، اسنادہ ضعیف)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

جس شخص کو کسی ضروری حاجت یا ظالم بادشاہ یا مرضِ شدید نے حج سے نہیں روکا، اور اُس نے حج نہیں کیا اور مر گیا تو وہ چاہے یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر مرے۔

واپس فہرست پر جانے کے لیے اس تیر کے نشان پر کلک کریں

ماہنامہ الصیانۃ لاہور
بانی: حکیم الامت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی
ذوالقعدہ ۱۴۴۵ھ، مئی 2024ء

تذکرہ:

حضرت مولانا محمد اکرم کاشمیری صاحب قدس سرہٗ تعالیٰ

مولانا محمد افضال خان اشرفی
استاذ الحدیث جامع مسجد فاضل
زیر اہتمام جامعہ اشرفیہ لاہور

اللہ رب العزت نے تمام انسانوں میں انبیاء علیہم السلام کا انتخاب کیا اور ان حضرات سے اپنے علم وحی کو انسانوں تک منتقل فرمایا۔

اب حضور ﷺ خاتم النبیین ہیں آپ ﷺ کے بعد اس امت مسلمہ کو عمومی طور پر اور حضرات علماء کو خصوصی طور پر انبیاء علیہم السلام کا نائب بنایا۔ اور حضرات انبیاء علیہم السلام کے وارث علماء کو قرار دیا۔ ہر دور میں اللہ تعالیٰ ایسی شخصیات کو منتخب فرماتا ہے جو کہ امت کی راہنمائی کا کام کرتے ہیں، انہی شخصیات میں سے ایک ہستی میرے استاد حضرت مولانا محمد اکرم کشمیری نور اللہ مرقدہٗ تھے۔

جامعہ اشرفیہ میں اکثر اجتماعات میں بالخصوص افتتاح اسباق ہو یا نتیجہ امتحانات یا سال کی الوداعی نشست ہمیشہ آپ کا بیان ہوتا تھا، آپ تذکیہ نفس، اتباع سنت پر بیان فرماتے، اکابرین کے ملفوظات سناتے۔ راقم نے دو سال حضرت سے درس گاہ میں پڑھا اور آپ کی مجالس میں شریک ہونے کا بہت شرف حاصل رہا۔ راقم اپنے ساتھیوں کے ساتھ آپ کے گھر بھی حاضر ہوتا، ہسپتال بھی جانا ہوتا رہا۔

راقم نے زندگی میں ہی آپ سے آپ کی زندگی کے حوالہ سے کچھ معلومات حاصل کی جن کا تذکرہ ہدیہ قارئین کیا جاتا ہے۔

آپ کی پیدائش یکم فروری ۱۹۵۳ء کو مظفر آباد کے ضلع چکار کے ایک پسماندہ گاؤں "سلمیہ" میں ہوئی۔ آپ کے والد محترم مولانا محمد حنیف کاشمیری رحمہ اللہ نامور عالم دین اور فاضل دیوبند تھے۔ آپ نے مڈل تک اپنے علاقے میں تعلیم حاصل کی پھر جوہر آباد ضلع خوشاب تشریف لائے اور ۱۹۷۱ء تک جامعہ قادریہ فاضلیہ جوہر آباد میں فنون کی کتب میں مصروفِ تعلیم رہے۔ ۱۹۷۲ء میں آپ نے ایشیا کی عظیم دینی درسگاہ جامعہ اشرفیہ لاہور میں داخلہ لیا اور ۱۹۷۳ء دورہ حدیث میں امتیازی حیثیت حاصل کی۔

واپس فہرست پر جانے کے لیے ایرو کے نشان کو کلک کریں۔

جامعہ اشرفیہ لاہور میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو عظیم دینی و روحانی شخصیات سے استفادہ کا موقع عنایت فرمایا۔ چنانچہ آپ کے اساتذہ میں شیخ المحدثین حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ (صحیح بخاری) حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمی رحمہ اللہ (موطاء امام مالک) حضرت مفتی جمیل احمد تھانوی رحمہ اللہ (طحاوی) حضرت مولانا عبید اللہ قاسمی رحمہ اللہ (طحاوی) حضرت مولانا صوفی محمد سرور رحمہ اللہ (سنن ابی داؤد) حضرت مولانا عبدالرحمن اشرفی رحمہ اللہ (صحیح مسلم) حضرت مولانا محمد یعقوب خان رحمہ اللہ (سنن نسائی) اور حضرت مولانا محمد موسیٰ روحانی البازی رحمہ اللہ (جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ، موطاء امام محمد) بلند پایہ ہستیاں شامل ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ نے حضرت علامہ شمس الحق افغانی رحمہ اللہ اور چند مشہور مصری علماء شیخ عبدہ منصور حفظہ اللہ، شیخ محمود عبداللہ حفظہ اللہ اور شیخ جواد حفظہ اللہ سے بھی استفادہ کیا اور سند حدیث کی سعادت حاصل کی۔

درس نظامی سے فراغت کے بعد آپ اپنے وطن آزاد کشمیر چلے گئے اور وہاں اچھی خاصی تنخواہ کے عوض سکول ٹیچر مقرر ہوئے، لیکن تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ آپ کے محبوب استاد حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ نے آپ کو واپس بلوایا۔ چنانچہ اپنے استاد کے حکم پر سر تسلیم خم کرتے ہوئے آپ واپس جامعہ اشرفیہ تشریف لائے اور تدریس کا آغاز کیا۔ بہترین تنخواہ چھوڑ کر قلیل مشاہرے پر قناعت کرتے ہوئے آپ نے تدریس جاری رکھی کہ یہی جذبہ اخلاص اور للہیت علماء دیوبند کا طرۂ امتیاز رہے۔

اصلاحِ باطن کے لیے آپ نے اولاً حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمی رحمہ اللہ کے ہاتھ پر بیعت کی، ان کی وفات کے بعد حضرت حاجی شریف ملتانی رحمہ اللہ ان کے بعد حضرت مولانا مسیح اللہ شیروانی رحمہ اللہ اور پھر ان کے انتقال کے بعد آخر میں فقیہ ملت حضرت مولانا عبدالرحمن رحمہ اللہ (ڈھاکہ) سے اصلاحی تعلق قائم کیا اور روحانی فیوض و برکات سے مالا مال ہوئے اور ان کی طرف سے آپ کو خلافت بھی عطا کی گئی ان اولیاء اللہ کی صحبت اور ان سے روحانی تعلق کا اثر آپ کی شخصیت پر نمایاں نظر آتا ہے۔ آپ اپنے اخلاق عالیہ، سادہ مزاجی اور زہد و تقویٰ میں اکابر و اسلاف کا نمونہ ہیں۔ آپ کو حضرت مولانا حافظ فضل الرحیم اشرفی حفظہ اللہ سے بھی خلافت حاصل ہوئی۔

دورانِ تعلیم آپ انتہائی کٹھن مراحل سے گزر کر اور اپنے اساتذہ کرام کی زیر نگرانی پُرمشقت تعلیمی سفر طے کر کے جب آپ نے علمی میدان میں قدم رکھا تو کامیابی و کامرانی آپ کا مقدر ٹھہری اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو

واپس فہرست پہ جانے کے لیے
اس تیر کے نشان کو کلک کریں۔

بے پناہ عزت واحترام سے نوازا۔ چنانچہ آپ کی صلاحیت اور انتظامی قابلیت کو دیکھتے ہوئے ۱۹۸۱ء میں آپ کو ناظم مالیات مقرر کیا گیا۔ پھر کچھ ہی عرصہ بعد ۱۹۸۵ء میں جامعہ کے رجسٹرار کا اضافی منصب بھی آپ کو دے دیا گیا۔ آپ نے شعبہ مالیات کو شفاف اور احسن انداز سے چلایا اور عمر کے آخری حصہ تک ۲۰۲۲ء ناظم مالیات اور رجسٹرار کی حیثیت سے بڑی ذمہ داری کے ساتھ فرائض سرانجام دیتے رہے۔ مگر صحت کی ناسازی کی وجہ سے یہ عہدہ چھوڑ دیا۔

استاد محترم عرصہ دراز سے جامعہ میں تدریس سے وابستہ رہیں۔ درجہ اولیٰ سے لے کر موقوف علیہ تک تقریباً ہر چھوٹی بڑی کتاب کے ساتھ موطا امام مالک کافی سال زیر درس رہی۔ ۲۰۱۱ء سے حدیث کی اہم کتاب جامع ترمذی جلد ثانی آپ کے زیر درس رہیں۔ آپ کے طریقہ تدریس کی اہم خصوصیت تحقیقی انداز تدریس ہے، مختلف مسائل، دوران سبق آنے والی اصطلاحات، حتیٰ کہ اردو اصطلاحات کی تحقیق وتشریح بھی کر دیتے تھے جس سے طلباء کی علمی تشنگی دور ہو جاتی تھی۔ جامعہ میں تدریسی وانتظامی امور کے علاوہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (المعروف پشاوری) مسجد انارکلی لاہور کے خطیب بھی رہے اور ۳۵ سال سے وہاں درس حدیث بھی دیتے رہے۔

تدریس کے ساتھ ساتھ آپ کو تحریر سے بھی خصوصی شغف رہا۔ ابتداءً آپ نے لکھنے کا آغاز پاکستان کے ایک مشہور اخبار ''روزنامہ امروز'' سے کیا اور ''آئین حیات'' کے نام سے مسلسل دس سال تک لکھتے رہے۔ قلم وقرطاس کے اس دس سالہ تعلق نے آپ کو بہترین قلم کار بنا دیا چنانچہ آپ نے ۱۹۸۶ء میں ''الحسن'' کے نام سے باقاعدہ ایک رسالہ کا اجراء کیا جو اب تک ہزاروں قارئین سے دادِ تحسین وصول کر چکا ہے اور آپ تادم تحریر رسالے کے مدیر کی حیثیت سے خدمات انجام دے رہے ہیں۔ اس کے علاوہ آپ نے تفسیر ابن کثیر پر بھی کچھ علمی کام کیا اور ایک مکمل مسودہ تیار ہو چکا تھا مگر ایک حادثے میں وہ مسودہ ضائع ہو گیا اور چھپ نہ سکا۔

آپ کے تلامذہ کی ایک کثیر تعداد ہے جو پاکستان اور بیرون ممالک زندگی کے مختلف شعبوں میں مصروفِ عمل ہیں۔ آپ سے فیض حاصل کرنے والوں میں بڑے بڑے مفتیانِ کرام، مختلف سرکاری عہدوں پر فائز، کالج ویونیورسٹیوں کے پروفیسرز اور محکمہ انکم ٹیکس میں ٹریننگ کے دوران استفادہ کرنے والے سینکڑوں کمشنرز شامل ہیں۔

مندرجہ بالا تمام خدمات اور کمالات کے باوجود تواضع اور کسر نفسی آپ کی نمایاں خصوصیت ہے۔ اپنے چھوٹوں اور شاگردوں سے نہایت انکساری کے ساتھ پیش آتے تھے۔ آپ کا طرزِ زندگی سادہ اور بے جا تکلفات

واپس فہرست پر جانے کے لیے اس پر کلک کریں

سے پاک ہے۔آپ خودنمائی،شہرت اور نمود و نمائش سے کوسوں دور ہیں۔

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی، ارادت ہو تو دیکھ ان کو
یدِ بیضا لیے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

طویل علالت کے بعد ۲۳ فروری ۲۰۲۴ء شب جمعہ میں آپ کا انتقال ہوا،اور عصر کی نماز کے بعد آپ کا جنازہ حضرت مولانا حافظ فضل الرحیم صاحب حفظہ اللہ نے پڑھایا۔اپنے اساتذہ کے ساتھ شیر شاہ قبرستان اچھرہ میں مدفون ہوئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون اللّٰھم مغفرہ

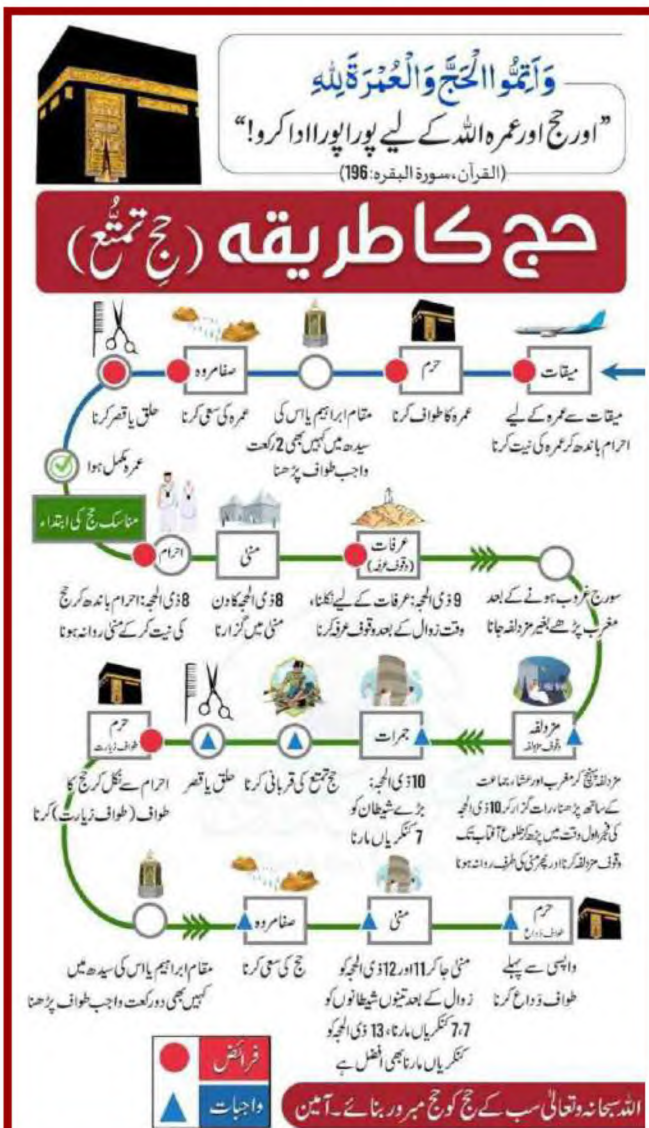

واپس فہرست پر جانے کے لیے
ایرو کے نشان کو کلک کریں۔

مجلس صیانۃ المسلمین پاکستان
بانی
حکیم الامت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ
ماہنامہ الصیانۃ لاہور
ذوالقعدہ ۱۴۴۵ھ، مئی 2024ء

حکیم الامت مجدد ملت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا

دعوت وتربیت کا اسلوب

حضرت مولانا ڈاکٹر محمد سعد صدیقی صاحب مدظلہ

مولانا ڈاکٹر محمد سعد صدیقی صاحب دامت برکاتہم شیخ الحدیث جامعہ دارالعلوم اسلامیہ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور، آپ صاحبزادے ہیں حضرت مولانا مالک کاندھلوی رحمہ اللہ کے جو کہ شیخ الحدیث تھے جامعہ اشرفیہ لاہور کے اور نائب صدر تھے مجلس صیانۃ المسلمین پاکستان کے۔ مولانا ڈاکٹر سعد صدیقی صاحب مدظلہ کا تعلق تین نسلوں سے حضرت تھانوی رحمہ اللہ سے چلا آرہا ہے، حضرت ڈاکٹر صاحب کے دادا شیخ الحدیث حضرت مولانا ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے شاگردِ خاص ہونے کے ساتھ ساتھ بیعت کا تعلق بھی رکھتے تھے اور حضرت کے پردادا حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے پیر بھائی بھی تھے۔

حضرت نے یہ بیان مجلس صیانۃ المسلمین پاکستان کے سالانہ اجتماع 20 ربیع الثانی 1445ھ/ بمطابق 5 نومبر 2023ء بروز اتوار بعد نمازِ مغرب جامعہ اشرفیہ لاہور میں حکیم الامت حضرت تھانوی کے "دعوت وتربیت کا اسلوب" کے موضوع پر دل سوز و ایمان افروز بیان فرمایا جو کہ اصلاحِ ظاہر و باطن کے لیے تریاق کی حیثیت رکھتا ہے! جو اِفادہ عام کے لیے ہدیہ قارئین کیا جاتا ہے۔ از ادارہ

الحمدللہ و کفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی اما بعد!

فاعوذباللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم. ادع الی سبیل ربك بالحكمة والموعظة الحسنة وجادلهم بالتی هی احسن. صدق اللہ العظیم

گرامی قدر شیخ الحدیث شیخ الجامعہ، صدر مجلس صیانۃ المسلمین حضرت مولانا فضل الرحیم صاحب دامت برکاتہم العالیہ، حکیم مظہر صاحب، مولانا یوسف خان صاحب اور میرے بہت پیارے ساتھی اور یہ میرے لیے اعزاز کی بات ہے کہ میں اور وہ ایک ہی سال میں دورہ حدیث سے یہاں جامعہ اشرفیہ سے فارغ ہوگئے، مولانا ڈاکٹر الیاس فیصل صاحب۔ میرے لیے یہ بڑی خوش بختی اور سعادت کی بات ہے کہ مجلس صیانۃ المسلمین جو ہمارے اسلاف ہمارے بزرگوں کا ایک بہت بڑا ادارہ ہے اور اس کے سالانہ اجتماع میں یہاں مجھے گفتگو کا موقع ملے یقیناً یہ میرے لیے بہت بڑی سعادت ہے، اور میں اس سعادت کے حصول پر حضرت مولانا فضل الرحیم صاحب کا، عزیز افضال کا، مولانا یوسف خاں صاحب کا بے حد شکرگزار ہوں، اللہ تعالیٰ کچھ کہنے کی ہمت نصیب فرمائے اور جو کچھ کہا اور سنا جائے اس پر عمل کی بھی ہمت اور توفیق عطا فرمائے۔

اصل بات یہ ہے کہ حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی جب ہم بات کرتے ہیں تو جیسا کہ مولانا یوسف خان صاحب

واپس فہرست پر جانے کے لیے اس تیر کے نشان کو کلک کریں۔

نے بھی فرمایا کہ میرا ان سے تعلق ان کے خاندان سے تعلق ایک بڑا والہانہ قسم کا ہے اور ایک درجہ میں، میں حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی اولاد میں بھی شامل ہوگیا، میں مولانا مشرف علی تھانوی صاحب کا داماد ہوں، اس اعتبار سے حضرت مولانا اشرف علی تھانوی علیہ الرحمہ کی اولاد میں شامل ہوگیا، اور میرے پر دادا حضرت مولانا حافظ اسماعیل کاندھلوی رحمہ اللہ کا ذکر ہوا وہ حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے پیر بھائی تھے، اور یہ بات والد صاحب نے بھی کئی مرتبہ ارشاد فرمائی اور ان کا جو تذکرہ لکھا میرے چچا محترم ڈاکٹر محمد میاں صدیقی صاحب نے اس میں بھی انہوں نے اس بات کو ذکر کیا کہ مولانا اسماعیل کاندھلوی رحمہ اللہ تھانہ بھون جایا کرتے تھے اور تھانہ بھون جا کر حضرت تھانوی رحمہ اللہ کو ایک روپیہ دیا کرتے تھے، اور ایک روپیہ دے کر یہ کہتے تھے کہ چھ آنے تیرے آنے کا کرایہ چھ آنے تیرے جانے کا کرایہ چار آنے تیری روٹی کے، جب فرصت ہو کاندھلے آ کر وعظ کہہ جایو، یہ الفاظ ہے باقاعدہ مجھے یاد ہے میں نے کئی مرتبہ والد صاحب رحمہ اللہ کی زبانی سنے، کہ جب فرصت ہو کاندھلے آ کر وعظ کہہ جایو اور پھر اس شان کے ساتھ اور اس اخلاص کے ساتھ جب حضرت تھانوی رحمہ اللہ کو دعوت دی جاتی تھی تو حضرت تھانوی رحمہ اللہ کاندھلے تشریف لاتے تھے اور ان کا وعظ ہوتا تھا۔ یہ تعلق اور یہ نسبتیں ہیں جو الحمدللہ حاصل ہے اور ان نسبتوں کی بہت سی برکتیں بھی حاصل ہے، لیکن جو اصل چیز ہے حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی سمجھنے کی وہ یہ ہے کہ حضرت تھانوی رحمہ اللہ کا اسلوب دعوت اور تربیت کا اسلوب کیا تھا؟ اگر اس بات کو سمجھنے کی کوشش کی جائے چند منٹ میں مثلاً اس آیت میں اس بات کو سمجھنے کی کوشش کی جائے کہ یہاں حق تعالیٰ شانہ نے اس آیت کریمہ میں دعوت وارشاد کے اصول بھی بتلائے اور دعوت وارشاد کا اسلوب بھی بتایا جب اللہ تعالیٰ نے یہ کہا ادع الی سبیل ربك بالحكمة تو سب سے پہلا اصول تو یہ بتلا دیا کہ دعوت تو صرف اللہ کے راستہ کی ہونی چاہیے، اور کوئی دعوت نہیں اصل دعوت وہ ہے جو اللہ کے راستے کی طرف بلانے والا ہے، وہ ہے اصل داعی اور وہ ہے اصل دعوت دینے والا، ادع الی سبیل ربك اور اس کا پہلا اصول بتایا کہ بالحكمة حکمت کے ساتھ دانشمندی کے ساتھ، رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ کو ہم دیکھیں، میں اگر اس طرف چل پڑا تو بہت لمبی بات ہوجائے گی، ایک ایک عمل میں ایک ایک بات میں ایک ایک ارشاد میں ایک ایک لفظ میں بلکہ ایک ایک حرف میں حکمت و دانائی کے خزانے چھپے ہوئے ہیں، اور یوں سمجھ لیجئے جس کا جتنا تعلق ہے نا رسول اللہ ﷺ سے جو جتنا مضبوطی سے وابستہ ہے رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ اور حیات مطہرہ سے اس کے اندر اس خزانے سے زیادہ سے زیادہ حصہ ملتا چلا جا رہا ہے، جتنا آپ مضبوطی کے ساتھ اپنے پاور ہاؤس کے ساتھ مربوط ہوں گے اس سے جڑے ہوئے ہوں گے اتنی ہی آپ کی پاور زیادہ ہوگی اور جتنا آپ کا تعلق پاور ہاؤس

واپس فہرست پر جانے کے لیے
اس تیر کے نشان کو کلک کریں۔

سے کمزور ہوتا جائے گا آپ کی پاور بھی کمزور ہوتی چلی جائے گی، ہمارا پاور ہاؤس رسول اللہ ﷺ ہے اور اس حکمت اور دانائی کا ہمارے پاس سب سے زیادہ حصہ رسول اللہ ﷺ سے ہے اس پاور ہاؤس سے جو جتنا منسلک ہے جتنی مضبوطی سے وابستہ ہے وہ ان خزانوں سے زیادہ سے زیادہ حصہ پانے والا ہے، حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی زندگی کو اور آپ کی حیات کو ہم دیکھیں اور آپ کے اصول اور اسلوب دعوت کو دیکھیں تو پتہ چلتا ہے کہ حضرت تھانوی رحمہ اللہ اس خزانے سے بہت مضبوطی کے ساتھ وابستہ ہیں، کیونکہ اس حکمت کا تقاضا کیا ہوتا ہے؟ اس حکمت کا تقاضا اصل میں یہ ہوتا ہے جو بنیادی بات ہے وہ سمجھ لیجئے! کہ کلموا الناس علی قدر عقولھم جو مخاطب ہے اس مخاطب کی سمجھ اور اس کی فہم کے مطابق بات کی جائے اگر اس کی سمجھ اور اس کی فہم کے مطابق بات نہ کی جائے بات جتنی مرضی علمی ہو، جیسے ایک بزرگ کوئی عالم بہت پڑھے لکھے کہیں کسی دیہات میں چلے گئے دیہاتی بیٹھ گئے ان کے سامنے، اب وہ بزرگ بے چارے بڑے پریشان کہ یہ دیہاتی بے چارے ان پڑھ دیہاتیوں کے سامنے میں کیا بات کروں، بہت سوچ بچار کے بعد انہوں نے کہا کہ یہ ظاہر ہے کہ کسان لوگ ہیں زراعت سے وابستہ ہے کھیتی باڑی سے وابستہ ہے تو اسی سے متعلق کوئی بات کروں تو انہوں نے ان لوگوں سے پوچھا کہ امسال قریہ ھذا میں تواتر بارہ ہوا کہ نہیں اب وہ بے چارے دیہاتی سارے کسان، وہ سمجھے کہ حضرت کے ذکر کا وقت ہو گیا ہے انہوں نے کہا بھائی حضرت کے تلاوتِ ذکر کا وقت ہو گیا ہے اب اٹھو یہاں سے اب یہاں بیٹھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ تو یہ بڑی بنیادی بات ہوتی ہے کہ کلموا الناس علی قدر عقولھم کہ تمہارے سامنے جو بیٹھا ہوا آدمی ہے اب حضرت تھانوی رحمہ اللہ اس بات کا لحاظ رکھتے تھے کہ میرے سامنے عبد الماجد دریا آبادی بیٹھے ہیں یا میرے سامنے سید سلیمان ندوی بیٹھے ہیں یا میرے سامنے مولانا شبیر علی بیٹھے ہیں یا میرے سامنے مولانا شبیر احمد عثمانی بیٹھے ہیں یا میرے سامنے حضرت مولانا ادریس کاندھلوی بیٹھے ہیں یا مولانا ظفر احمد عثمانی بیٹھے ہیں تو اس لحاظ سے ان سے کام لیتے تھے اور اس لحاظ سے ان سے بات کرتے تھے، چنانچہ علامہ شبیر احمد عثمانی اور مولانا ظفر احمد عثمانی کے ذمہ انہوں نے یہ کام لگایا خاص طور پر جب پاکستان کی تحریک شروع ہوئی کیوں کہ یہ جو دور ہے جس دور میں حضرت تھانوی رحمہ اللہ اس دور میں پاکستان کی تحریک چل رہی تھی بلکہ آغاز ہو چکا تھا، اور اگر آپ ذرا تاریخ کا مطالعہ غور سے کریں برصغیر کی تو علامہ اقبال علیہ الرحمہ نے تو (1930) میں خطبہ الہ باد میں پاکستان کا تصور پیش کیا، مولانا عبد الماجد دریا آبادی کہتے ہیں کہ (1928) میں یعنی (1930) سے دو سال پہلے میں شدید کانگریس کا حامی تھا، اور پاکستان کا شدید مخالف تھا پاکستان کے بننے کا اور اس کی تحریک کا شدید مخالف تھا، (1928) میں میری ملاقات حضرت

واپس فہرست پر جانے کے لیے
اس تیر کے نشان پر کلک کریں۔

مولانا اشرف علی تھانوی صاحب علیہ الرحمہ سے ہوئی او مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ نے مجھے ایسے دلائل کے ساتھ اور ایسی حکمت کے ساتھ پاکستان کا تصور پیش کیا کہ میں چند گھنٹے کی اس گفتگو میں پاکستان کی تحریک سے وابستہ ہو گیا اور اس کا قائل ہو گیا، تو حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے تو (1928) میں تصور پاکستان پیش کر دیا تھا اور (1930) کے بعد سے باقاعدہ ان کی خط وکتابت جاری رہی قائد اعظم علیہ الرحمہ سے اور مولوی شبیر علی رحمہ اللہ کی ڈیوٹی لگائی کہ وہ قائد اعظم سے ملاقاتیں کریں گے اور قائد اعظم سے ملاقاتیں کر کے ان کی یعنی آجکل کی زبان میں آپ کہہ لیجئے شاید حضرت تھانوی کی نسبت سے تو یہ لفظ گستاخی ہو جائے برین واشنگ کہیں گے اور وہ کی واقعی، آپ قائد اعظم کی (1930) سے پہلے کی تقریریں دیکھ لیجئے اور قائد اعظم کی (1930) کے بعد کی تقریریں دیکھ لیجئے آپ کو واضح اور نمایاں فرق نظر آجائے گا قائد اعظم کی تقریروں میں (1930) سے پہلے انہوں نے اسلام کا نام نہیں لیا تھا ایک علیحدہ مملکت کا تصور تو وہ پیش کرتے تھے لیکن ایک سیکولر اسٹیٹ کا تصور تو وہ پیش کرتے تھے لیکن (1930) کے بعد سے انہوں نے اسلام کا نام لینا شروع کیا مسلمان کا نام لینا شروع کیا مسلمان کی ریاست مسلمان کی اسٹیٹ کا نام لینا شروع کیا یہ اثر تھا ان خطوط کا اور یہ اثر تھا ان ملاقاتوں کا جو مولوی شبیر علی نے کی تھی اور یہ اثر تھا ان خطوط کا جو حضرت علامہ تھانوی علیہ الرحمہ نے قائد اعظم کو لکھے تھے۔

اس سے گویا جو بات سمجھ میں آئی وہ یہی بات سمجھ میں آئی کہ کلموا الناس علی قدر عقولھم یوں نہیں کہ بس ایک ہی بات ہے اور بات وہی کی جائے اور وہی کرتے رہو چاہے سامنے کوئی علامۃ الدھر بیٹھے ہو یا سامنے کوئی بالکل جاہل اور ان پڑھ آدمی بیٹھا ہو ایک ہی بات کیے جاؤ ہمیں رسول اللہ ﷺ کی حیات مبارکہ سے یہی پہلو ملتا ہے کہ حکمت دانائی دانشمندی کو اختیار کرنا۔

دوسرا جو اصول ہے یا یوں کہہ لیجئے کہ اسلوب یہاں بیان کیا گیا وہ موعظہ حسنہ ہے موعظہ حسنہ کی جو بنیاد بتائی علماء نے مفسرین اور شارحین نے وہ یہ بیان فرمائی کہ بھائی دیکھو کسی کو حقیر نہ سمجھنا ایک داعی کسی کو دعوت دے رہا ہو تو وہ یہ نہ سمجھے کہ میں تو بڑا علامہ بڑا متقی بڑا پرہیزگار ہوں یہ تصور یہ خیال دل میں نہ ہونا چاہیے یہ تصور اگر ہو گا داعی کے اندر تو اس کی دعوت کا اثر نہیں ہو گا لیکن ساتھ ہی ساتھ ایک اور بات کہی اور وہ فرمایا وجادلھم بالتی ھی احسن ہمارے ہاں ایک بڑا فیشن ہے، ہر چیز کا فیشن ہوتا ہے نا علمی دنیا میں بھی اور دعوتی دنیا میں بھی فیشن ہوتے ہیں ہمارے یہاں علمی دنیا میں اور دعوتی دنیا میں فیشن یہ ہے کہ اختلاف نہ کرو کسی سے اختلاف بہت بری چیز ہے میری سمجھ میں یہ نہیں آتا کہ اختلاف کے حوالہ سے یہ تصور کہاں سے آیا لیکن

واپس فہرست پر جانے کے لیے اس بٹن پر کلک کریں

ہے یہ غلط، یہ بات یاد رکھیے جس طرح ہر اتفاق اچھا نہیں ہوتا اسی طرح ہر اختلاف برا نہیں ہوتا لہٰذا وجادلھم بالتی ھی احسن سے یہ نہیں کہا کہ اختلاف نہ کرنا، اختلاف کرنا لیکن اچھے طریقہ سے کرنا حضرت تھانوی رحمہ اللہ بھی یہی کرتے تھے۔

بنگال کے ایک سرکاری افسر نے دعوت دی اور کہا کہ میں حضرت کی زیارت کرنا چاہتا ہوں حکومتی بہت بڑے عہدے دار تھے کہ میں نے سنا ہے کہ آپ تشریف لا رہے ہیں تو میں چونکہ ویسے تو سرکاری کاموں میں بہت مصروف ہوتا ہوں لیکن فلاں فلاں وقت مجھے سرکاری کاموں سے فرصت ہوتی ہے تو میں چاہتا ہوں میں ان اوقات میں سے کسی وقت میں میں آپ کی زیارت کروں، حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے لکھا زیارت کا شوق ہے تمہیں اور اپنے اوقات تم لکھ رہے ہو مجھے، میں تمہاری اوقات کا کیوں پابند ہو جاؤں، تمہیں زیارت کا شوق ہے تم میرے وقت سے وقت لو میرے وقت کا تعین کرو اور آؤ، خیر وہ فوراً ان کا جواب آیا اور انہوں نے بڑی معذرت کی جب انہوں نے معذرت کی تو حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے ان کو خط لکھا اور لکھا کہ یہ بڑی خوشی ہوئی اس بات سے کہ آپ کو اہل دین سے بڑا لگاؤ ہے پہلے تو آپ کو میری زیارت کا شوق تھا اب مجھے آپ کی زیارت کا شوق ہے، یہ ہے وجادلھم بالتی ھی احسن کہ ان کی غلطی پر ان کو متنبہ بھی کر دیا یہ بھی نہیں کیا کہ ان کی خوشامد میں ان کی غلط بات کو یا ان کی غلطی کو بتایا نہ جائے لیکن متنبہ کرنے کے بعد پھر ان کو تھوڑی سی حوصلہ افزائی بھی کر دی اور مجادلہ اس طریقہ سے کیا کہ ھی احسن جو احسن ہے۔ آج ہمارے لیے یہی سبق ہے حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی تعلیمات میں کہ ہم ان باتوں کو بنیاد بنائیں ان چیزوں کو بنیاد بنائیں کہ دعوت ہو حکمت کے ساتھ دانائی اور تدبر کے ساتھ، دعوت ہو موعظہ حسنہ کے ساتھ اچھی نصیحت کے ساتھ، مخاطب کی ہمدردی اور خیر خواہی کے ساتھ اور اگر اختلاف ہو تو وہ اختلاف بھی اچھے طریقہ سے خوبصورتی کے ساتھ دلائل کے ساتھ حوصلہ افزائی کے ساتھ ہو، حق تعالیٰ جل شانہ ہمیں حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی فکر سے زیادہ سے زیادہ وابستہ فرمائے اس فکر کو سمجھنے اس فکر پر عمل کرنے اور پھر اس فکر کو آگے بڑھانے کی ہمت اور توفیق نصیب فرمائے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

واپس فہرست پر جانے کے لیے اس ایرو کے نشان پر کلک کریں۔

مجلس صیانۃ المسلمین پاکستان
بانی حکیم الامت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ
ماہنامہ الصیانۃ لاہور
ذوالقعدہ ۱۴۴۵ سنہ ھ، مئی 2024 سنہ ء

حج کیا ہے؟

حضرت مولانا محمد اسماعیل ریحان صاحب مدظلہ العالی

حج اِسلام کا پانچواں رُکن ہے۔ یہ رُکن درحقیقت کیا ہے؟ ایک خاص ماہ کے خاص ایام اور طے شدہ اوقات میں عاشق آشفتہ سر کی مانند بارگاہِ ربوبیت میں حاضر ہونا اور وہاں حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام اور ان کے گھرانے کے انداز و اطوارِ عشقِ الٰہی کی تقلید کرتے ہوئے یہ ثابت کرنا کہ ہم نااہلوں کی نسبت بھی اسی خانوادۂ عالیہ کے مذہب و مشرب اور انہی کی ملت سے ہے۔

دراصل اللہ تعالیٰ کی ذاتِ والاصفات کا بندوں کے ساتھ ایک انداز حکمرانی اور ربوبیت کا ہے، پس وہ احکم الحاکمین بھی ہے، مالکُ الملک بھی ہے، مالِک یوم الدین بھی ہے، شاہِ دو جہاں بھی ہے جبکہ ہم غلاموں کے غلام، درماندہ، عاجز اور ناکارہ ترین ہیں۔ مگر دوسری طرف اللہ جل شانہ کا ایک معاملہ بندوں کے ساتھ یہ بھی ہے کہ وہ محبت و عشق کا منتہیٰ ہے۔ وہ ان تمام صفاتِ حمیدہ سے سب سے زیادہ متّصف ہے جن کے باعث کسی کو کسی سے محبت و عشق ہو۔ پس ہمارا خالق ہی ہمارا محبوب بلکہ محبوبِ حقیقی ہے، وہی معشوق بلکہ معشوقِ اصلی ہے۔

جب بندے اس کی شاہانہ شان اور جلال و کمال کا مشاہدہ کرتے ہیں تو عاجز غلاموں کی طرح اس کے دربار میں ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو جاتے ہیں اور رکوع و سجود کرتے ہیں جسے نماز کہا جاتا ہے۔ اسی صفت کا مشاہدہ کرتے ہوئے بندے اس کے نام پر اپنے اموال لٹا دیتے ہیں جسے زکوٰۃ و خیرات اور صدقات کا نام دیا جاتا ہے۔

جبکہ اللہ کی محبوبیت کا اثر یہ ہوتا ہے کہ انسان عاشق مہجور کی طرح کھانا پینا چھوڑ دیتا ہے اور اس کی عبادت میں انہماک اختیار کرتا ہے۔ جب یہ کیفیت بڑھ جاتی ہے تو لوگوں سے ملنا جلنا بھی ترک کر کے گوشۂ تنہائی میں جا بیٹھتا ہے۔ روزہ، تراویح اور اعتکاف اسی جذبۂ محبت کی تسکین کا سامان ہیں اور ان میں صفتِ عشق ایک خاص انداز میں جگہ جگہ جھلکتی ہے۔

مگر جس عبادت میں حُبِ عشقی کا نظارہ بکمال دیکھنے کو ملتا ہے، وہ حج بیت اللہ، جب انسان ماہِ رمضان میں حُبِ عشقی کی ایک منزل طے کر لیتا ہے تو پھر اگلی منزل مجنوں اور عاشق بے کل کی طرح جنگل کو نکلنا، چیخنا چلانا، کپڑے پھاڑنا، پتھر مارنا، محبوب کے در و دیوار کو چومنا اور دیوانہ وار اِدھر اُدھر بھاگنا ہے۔

حج میں یہی کچھ تو ہے۔ انسان سِلے کپڑوں کی بجائے ایک کفن نما لباس پہن لیتا ہے، ننگے سر رہتا ہے، حجامت نہیں بنواتا، ناخن نہ ترشواتا، بالوں میں کنگھی نہ کرتا، تیل نہ لگاتا، خوشبو استعمال نہیں کرتا، جسم

واپس فہرست پر جانے کے لیے اس تیر کے نشان کو کلک کریں۔

کی صفائی نہیں کرتا، دیوانوں کی طرح لبیک لبیک پکارتا ہے، بیت اللہ کے گرد چکر لگاتا ہے، حجر اسود کو چومتا ہے، اس کے در و دیوار سے لپٹتا اور آہ وزاری کرتا ہے، صفا ومروہ کے پھیرے لگاتا ہے، مکہ شہر سے نکل کر منیٰ اور کبھی عرفات اور کبھی مزدلفہ کے صحرا میں جا پڑتا ہے، جمرات پہ بار بار کنکریاں مارتا ہے۔ یہ سارے اعمالِ عشق ومحبت ہے جن میں دیوانگی سر بکف دکھائی دیتی ہے۔ ان عاشقانہ اعمال کی تاسیس حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے گھرانے سے ہوئی جنہیں پسند فرما کر اللہ تعالیٰ نے انہیں ہمیشہ کے لیے اپنے دربارِ خاص کی حاضری کے آداب قرار دے دیا۔ انہیں کے مجموعے کو حج کہا جاتا ہے۔

جس پر حج فرض ہو جائے، اسے ادائیگی میں دیر نہیں کرنی چاہیے۔ حج کے مسائل اور آداب اچھی طرح سیکھ کر حج کرنا چاہیے۔ یہ اجتماعی عبادت ہے جس کے بے شمار و بے حساب فائدے ہیں۔ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ حج مسلمانوں کی اجتماعی شوکت کا مظاہرہ ہے۔ اُمت کے اتفاق واتحاد کی علامت ہے۔ ظاہر و باطن کی پاکیزگی کا ذریعہ ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ”حج مبرور کی جزا جنت کے سوا کچھ نہیں۔“ (مشکوٰۃ)

ایک حدیث میں ہے کہ حاجی اور عمرہ کرنے والا، اللہ کے وفود ہیں۔ مانگتے ہیں تو اللہ انہیں دیتا ہے، معافی طلب کرتے ہیں تو اللہ ان کی مغفرت کر دیتا ہے۔ (ابن ماجہ)

ابو یحییٰ وراق ایک مشہور بزرگ ہیں۔ فرماتے تھے: چار چیزوں کا چھوٹ جانا انتہائی محرومی ہے۔ تکبیرِ اولیٰ کا چھوٹ جانا، ذکر کی مجلس میں شرکت سے رہ جانا، کفار سے جہاد میں پیچھے رہ جانا اور حج کا چھوٹ جانا۔

اس وقت حجاجِ کرام اس مبارک سفر کے لیے پابہ رکاب ہیں۔ ان کی پوری کوشش ہونی چاہیے کہ اس سفر کو ان آفات سے بچائیں جن میں مبتلا کر کے شیطان سارا ثواب ضایع کرنا چاہتا ہے۔ سب سے بڑی آفت ریاکاری اور نمود و نمائش ہے، جس کا فوری نتیجہ نفس میں عجب اور تکبر کا پیدا ہونا ہے۔ اس سے بندہ اللہ کی بارگاہ میں مردود ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس سے بچائے۔ اس سے حفاظت کا طریقہ یہ ہے کہ بندہ دل میں بھی خود کو عاجز اور گناہ گار سمجھے اور ظاہر میں بھی ہر طرح کے تکلف اور دکھاوے سے پرہیز کرے۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ حج کے لیے جاتے تو اُن حاجیوں کو جو تکلفات کے ساتھ سفر پر نکلے ہوتے، دیکھ کر فرماتے: حاجی کم رہ گئے ہیں، سواریاں بڑھ گئی ہیں۔ مسکین خستہ حال حاجی کو دیکھ کر فرماتے: ”یہ ہے بہترین حاجی۔“

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ حاجیوں کو نصیحت فرماتے ہوئے کہتے تھے:

”حاجی کو چاہیے کہ شکستہ صورت ہو، کم خرچ ہو، ہر چیز میں تھوڑے پر گزارا کرنے والا ہو، اتنا ہی سامان لے کر چلے جو ناگزیر ہو، فضول خرچی کرے نہ کنجوسی، اپنے اور اپنے رفقاء پر تنگی بھی نہ

واپس فہرست پر جانے کے لیے اس تیر کے نشان کو کلک کریں۔

ہونے دے، ہر معاملے میں میانہ روی اور کفایت کا درجہ اختیار کرے، شان وشوکت ظاہر کرنے والی چیزوں سے بچے۔" (قوت القلوب)

حج فرض تو بہر حال جلد از جلد کرنا چاہیے مگر نفلی حج کا بھی بہت ثواب ہے، اسلاف میں سے بے شمار ہستیاں ایسی تھیں جو ہر سال حج یا ایک سال چھوڑ کر حج کیا کرتی تھیں۔ بعض ائمہ حج کے اجتماع سے بین الاقوامی سطح کی علمی شخصیات سے ملاقاتوں اور علمی وعملی استفادے کے فائدے کو بہت اہم سمجھتے تھے۔ تاہم اس بارے میں کچھ لوگ افراط وتفریط بھی کر جاتے ہیں۔ یقیناً جو لوگ کثرت سے نفلی حج کرتے ہیں، بڑے خوش قسمت ہیں مگر اس نیکی پر خرچ کرنے سے پہلے یہ دیکھ لینا بہت ضروری ہے کہ آس پاس اڑوس پڑوس میں اور خاص کر اپنے ملازمین اور غریب متعلقین میں کسی کا حق تو ذمے پر نہیں رہ گیا۔ آج کل ایسے واقعات بکثرت ہیں کہ حج پر حج ہو رہے ہیں مگر حاجی صاحب نے لوگوں سے لاکھوں کروڑوں کے قرضے لیے ہوئے ہیں، جنہیں ادا کرنے کی کوئی فکر نہیں، چاہے قرض خواہ تباہ و برباد ہو رہے ہوں مگر حاجی صاحب کو اپنی دولت بڑھاتے چلے جانے کی فکر ہے۔ بعض نے تو سودی قرض لیا ہوتا ہے۔ بعض اپنے گھر یا کارخانے کے ملازمین کو قوت لا یموت جیسی تنخواہ بمشکل دے کر فخر کر رہے ہوتے ہیں تو ہم بہت سے لوگوں کے "رزاق" ہیں۔ ان غریبوں کے دکھ درد میں کام آنے کی کوئی فکر نہیں ہوتی۔ پڑوسی بھوکا مر رہا ہے اور حاجی صاحب نے کبھی بھول کر بھی اس کی خیر خیریت معلوم نہیں کی ہوتی۔ ایسے میں نفلی حج تو خیر ہو جائے گا مگر کیا یہی مسلمان کی شان ہے۔ یہ اسلامی اخلاق کے خلاف باتیں ہیں۔

ایک شخص نفلی حج پر روانگی سے پہلے بشر بن حارث سے ملنے گیا اور عرض کیا: حج کا عزم کر لیا ہے۔ آپ مجھے کچھ نصیحت فرمائیں گے، بشر بن حارث کو قرائن سے اندازہ تھا کہ یہ شخص حقوق العباد کی پروا نہیں کرتا۔ اس لیے انہوں نے پوچھا: سامانِ سفر کتنا ساتھ لیا۔ کہنے لگا: دو ہزار درہم۔ فرمایا: کس نیت سے حج کے لیے جارہے ہو۔ سیر سپاٹے کے لیے، بیت اللہ کی زیارت کے لیے یا اللہ کو راضی کرنے کے لیے۔ کہنے لگا: اللہ کو راضی کرنے کے لیے۔

فرمایا: "اگر اللہ ہی کو راضی کرنا ہے، تو گھر بیٹھے بھی یہ دو ہزار درہم خرچ کر کے اسے راضی کر سکتے ہو۔ ایک مقروض ہے اس کا قرضہ ادا کرو، ایک شخص کے اہل وعیال جاں بلب ہیں، انہیں بچا لو۔ ضعیف کی مدد اور بے کس کی دستگیری حج کے بعد سو نفلی حجوں سے افضل ہے۔"

اس ملک میں لاکھوں افراد ایسے ہیں جو حج یا عمرے کی آرزوئیں لیے بیٹھے ہیں مگر آج تک ان کا خواب پورا نہیں ہوا۔ وہ مایوس نہ ہوں۔ اللہ سے دعائیں کرتے رہیں۔ اللہ کوئی راستہ ضرور نکال دیتا

واپس فہرست پر جانے کے لیے اس تیر کے نشان پر کلک کریں۔

ہے۔ بالفرض اگر نہ بھی ہو سکے تو اس طلب، تڑپ اور اپنی سی کوشش کا بھی بہت بڑا اجر ہے۔ اسلام میں نیت کی بہت بڑی اہمیت ہے۔ حدیث میں ہے کہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ (بخاری)

ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص حج یا عمرے کے ارادے سے نکلے اور پھر فوت ہو جائے تو قیامت تک کے لیے اس کا حج یا عمرے کا ثواب جاری کر دیا جاتا ہے۔

فقیہ ابواللیث سمرقندی تنبیہ الغافلین میں نقل فرماتے ہیں کہ حدیث میں آتا ہے، قیامت میں بعض لوگوں کو جب نامۂ اعمال دیا جائے گا تو اس میں حج، جہاد اور صدقہ کا ثواب بھی ہو گا۔ بندہ حیران ہو کر سوچے گا کہ میں نے تو یہ اعمال کیے ہی نہیں تھے، شاید یہ میرا نامۂ اعمال نہیں ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: یہ تیرا ہی اعمال نامہ ہے، تو اپنی زندگی میں یہ سوچتا رہا کہ اگر میرے پاس مال ہوتا تو حج کر لیتا، اگر مال ہوتا تو جہاد میں چلا جاتا۔ ہم جانتے ہیں کہ تیری نیت سچی تھی۔ اس لیے ہم نے تمہیں ان سب کا ثواب دیا۔

تاہم فقیہ سمرقندی اس روایت کے بارے میں ایک اہم تنبیہ یوں فرمائی ہے:

”سچی نیت ہونے کا ثبوت یہ ہو گا کہ وہ شخص تھوڑی بہت استطاعت میں بخل نہ کرتا ہو۔ اگر وہ کسی حاجی کے زادِ راہ میں کمی دیکھے تو کہے کہ کاش میرے پاس مال ہوتا تو میں حج کر لیتا مگر ابھی تو فقط یہ دو درہم ہیں، چلو یہ اسی حاجی کو دے دیتا ہوں۔ کسی مجاہد کو سامانِ سفر سے محروم دیکھے تو کہے کہ میرے پاس مال ہوتا تو میں جہاد کے لیے چلا جاتا، ابھی میرے پاس یہ چند دراہم ہیں، یہ اسی کو دے دیتا ہوں۔ یا اسی طرح وہ بقدرِ استطاعت رقم اپنے کسی پڑوسی، کسی مسکین کو صدقہ دے دیتا ہو۔“

جہاں تک اس شخص کا تعلق ہے کہ جو اپنے پاس موجود تھوڑی رقم میں بھی بخل کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے یہ ثواب نہیں دیں گے، کیونکہ اللہ کو معلوم ہے کہ اگر اس کے پاس زیادہ ہوتا تو یہ زیادہ مال میں بھی بخل کرتا جیسا کہ تھوڑے میں بخل کر رہا ہے۔ پس اس کی نیت کا کوئی ثواب نہیں ہو گا۔ اسی طرح کا حال اس شخص کا ہے جو کہتا ہے کہ اگر میں حافظِ قرآن ہوتا تو دن رات اس کی تلاوت کیا کرتا۔ اس شخص کو جتنا قرآن یاد ہے اگر وہ اس کی حسب استطاعت تلاوت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ اگر اسے پورا قرآن یاد ہوتا تو پورے کی تلاوت کرتا۔ اس لیے اسے پورے قرآن کا ثواب دے دیا جائے گا۔ لیکن اسے جتنا قرآن مجید آتا ہے، وہ اس کی بھی تلاوت نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ وہ اپنی نیت میں سچا نہیں (اس لیے نرے دعوے پر پورے قرآن کا ثواب نہیں ملے گا۔)

اللہ تعالیٰ ہمیں حقیقی سچی نیت اور عمل صالحہ کی دولت نصیب فرمائے۔ حج پر جانے والوں کا حج اور تمام عالم اسلام کے حق میں ان کی دعائیں قبول فرمائے۔ آمین۔

واپس فہرست پر جانے کے لیے اس تیر کے نشان کو کلک کریں۔

ماہنامہ الصیانۃ لاہور
ذوالقعدہ ۱۴۴۵ھ، مئی 2024ء

فلسطین کی پکار!

شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم

جمع و ترتیب: حافظ عبداللہ اسد

افسوس کا مقام

فلسطین میں اتنے عرصہ سے جو کچھ ہو رہا ہے وہ ہمارے دل کا ایک بہت بڑا زخم ہے جس کی سنگینی کو الفاظ میں بیان نہیں کیا جا سکتا 35 ہزار سے زیادہ شہداء جن میں بہت بڑی تعداد عورتوں اور بچوں کی ہے (جبکہ زخمیوں کی تعداد 80 ہزار سے زائد ہوگئی ہے) اس ظالم دشمن نے ان کے ساتھ جو وحشت و بربریت کا معاملہ کیا اس کی تاریخ میں نظیر نہیں ملتی

اور افسوسناک بات یہ ہے کہ اس ظلم اور بربریت پر غیر مسلم دنیا چیخ رہی ہے، مظاہرے کر رہی ہے اپنی حکومتوں سے مطالبہ کر رہی ہے کہ اس جنگ کو بند کرائیں اور ظلم کو رکوائیں لیکن انتہائی افسوس اور شرم کا مقام ہے کہ عالم اسلام مراکش سے لے کر انڈونیشیا تک اس طرح چپ سادے بیٹھا ہے جیسے کچھ ہو ہی نہیں رہا۔

اقوام متحدہ میں قرارداد

الجزائر نے اقوام متحدہ میں قرارداد پیش کی اور غنیمت ہے کہ جو منظور ہوگئی لیکن سب زبانی جمع خرچ ہو رہا ہے۔ اور لوگوں کو، دوسری حکومتوں کو اور دوسرے عالم اسلام کو تو یہ بھی توفیق نہیں ہوئی کہ اس قتل عام کی مذمت میں ہی دو کلمہ کہہ دیتے، چہ جائیکہ ان کی کوئی مدد کرتے اور عسکری طور پر مدد پہنچاتے۔

ہم اس قعر مذلت میں گر گئے ہیں کہ جس سے آگے کا تصور کرنا مشکل ہے اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں فلسطین کے مسلمانوں کی فتح کے لیے، بیت المقدس کی ازادی کے لیے اللہ تعالیٰ کے سامنے فریاد کرو۔

اقصیٰ کی پکار

مسجد اقصیٰ پکار پکار کر ہر مسلمان سے یہ مطالبہ کر رہی ہے کہ مجھ پر حملہ ہو رہا ہے مجھ پر یلغار ہو رہی ہے مجھے گرانے کے منصوبے بنائے جا رہے ہیں، مجھے منہدم کرنے کے منصوبے بنائے جا رہے ہیں اے مسلمانو! تم کہاں ہو،

واپس فہرست پر جانے کے لیے ایرو کے نشان کو کلک کریں۔

ہر شخص اپنا منہ گریبانوں میں ڈال کر سوچے کہ کیا ان کی مدد کے لیے کوئی پیسہ خرچ کیا ان کے لیے رات کو اٹھ کر بارگاہِ الٰہی میں دعا کی، یہ تو کم از کم تمہارے اختیار میں تھا، اے عام مسلمان! تیرے ہاتھ میں حکومت نہیں تھی تیرے ہاتھ میں موت نہیں تھی تیرے ہاتھ میں طاقت نہیں تھی لیکن تو اللہ سے تو مانگ سکتا تھا۔

ارے ڈرو اس بات سے کہ کہیں اللہ تعالیٰ کا عذاب نہ آجائے ہمارے اوپر اس بے عزتی اور بے غیرتی پر جس کا ہم مظاہرہ کر رہے ہیں۔

تو میرے بھائیو! حکمرانوں کا جو کام تھا وہ اپنی سیاستوں میں، اپنی کرسیوں میں، اپنے مسائل میں لگے ہوئے ہیں اور ان کی ساری سوچ و فکر کا محور وہ اپنی سیاست ہے۔

آخر عوام ہی ہوتی ہے جو اپنی حکومتوں کو آمادہ کرتے ہیں، اپنی حکومتوں سے مطالبہ کرتے ہیں تو بھئی تم یہ کام کیوں نہیں کرتے ذرا مہنگائی ہو جائے تو لوگ سڑکوں پہ آجاتے ہیں، احتجاج کرتے ہیں، نعرے لگاتے ہیں اور اتنا بڑا ظلم ہو رہا ہے اور سب چپ سادھے بیٹھے ہیں۔

لہذا جو شخص جتنی طاقت رکھتا ہے ان کو مدد پہنچانے کی وہ مدد پہنچائے جو شخص طاقت رکھتا ہے حکمرانوں کو متوجہ کرنے کی وہ اپنی طاقت کو استعمال کرے ورنہ آخرت کے اندر یاد رکھو جب ہزاروں شہیدوں کے خون کا حساب لیا جائے گا تو حساب دینے والوں میں ہم بھی شامل ہوں گے کہ تم نے ان کے لیے کیا کیا تھا۔

لہذا اللہ ہی سے مانگو، اللہ احکم الحاکمین ہے سارے بادشاہوں کا بادشاہ ہے، یا اللہ اپنے فضل و کرم سے ہمارے حکمرانوں کو بھی ہوش دلا دیجئے ہمارے حکمرانوں کو بھی ہوش آجائے کہ ہمارے بھی کچھ کرنے کا کام ہے اور وہ اس معاملہ پر اہلِ فلسطین کی مدد کریں۔

اور ہم جن کے ہاتھ میں کوئی طاقت نہیں، کوئی فوج نہیں، ہم کم از کم اتنا تو کر سکتے ہیں کہ ان کے لئے دعا کریں، جو کچھ مالی امداد ہم پہنچا سکتے ہیں ہم مالی امداد پہنچا دیں اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کریں، دیکھو اگر مسلمان سچے دل سے کریں اور سارے مسلمان مل کے کریں، یہ بہت بڑا ہتھیار ہے، یہ میزائلوں سے زیادہ بڑھ کر ہتھیار ہے اگر سب اس کا اہتمام کریں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ہمیں کفار کے ظلم وستم سے نجات عطا فرمائے اور صحیح معنوں میں آزاد مسلمان ریاست بننے کی توفیق عطا فرمائے۔

واپس فہرست پر جانے کے لیے ایرو پر کلک کریں۔

تصحیح قرآن کی ضرورت

از: ادارہ

تصحیح قرآن کی ضرورت

کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ سے برائے استفادہ، یا اس سے متعلق یا ان سے ماخوذ جن علوم کی ترتیب عمل میں آئی ان میں ایک اہم فن "علم تجوید و قراءت" ہے اور یہ فن اس اعتبار سے بھی مہتم بالشان اور قابل عظمت ہوگیا کہ اس کا تعلق بلاواسطہ الفاظ وکلمات قرآن سے ہے، علوم اسلامیہ میں اس علم کو کافی اہمیت حاصل رہی، قرونِ اولیٰ سے اب تک اس علم کی خدمت کرنے والے اور اس کو پروان چڑھانے والے ہر دور میں رہے، اور ساری امت کی جانب سے اس فرض کی کفایت فرماتے رہے، اور عامۃ المسلمین کو اس بات کی تلقین اور تبلیغ کرتے رہے کہ بحیثیت مسلم ممکن حد تک اس فریضہ کو انجام دیتے رہیں۔

"تجوید" کا لغوی معنیٰ تحسین وعمدگی ہے، اور "ترتیل" کے معنیٰ ہیں ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا، اہل اصول کے یہاں فن تجوید کا حاصل یہ ہے:

قرآن کریم جس طرح حضور اکرم ﷺ پر نازل ہوا، جس طرح آپ ﷺ نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو پڑھ کر سنایا، جس ادائیگی اور نہج سے اس کی تلاوت فرمائی اور جس طریقے پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ سے سیکھ کر اس کو پڑھا اور یوں قرآن آپ ﷺ سے منقول ہو کر صحابہ رضی اللہ عنہم کے واسطے سے ساری دنیا میں نسل در نسل تواتر وتسلسل کے ساتھ پڑھا جارہا ہے، اسی اندازِ قرأت کا نام فن تجوید ہے"۔ (علم التعریفات)

اور زبانِ مبارک (ﷺ) سے صادر اسی کیفیتِ مخصوصہ کو اختیار کرنا اور بقدر استطاعت اس نہج پر تلاوت کرنا فرض عین ہے؛ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا" (سورہ مزمل) اور قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر، صاف صاف اور عمدہ طریقے پر پڑھو)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے "ترتیل" کی تفسیر تجوید حروف اور معرفۃ وقوف سے کی ہے (الاتقان فی علوم القرآن)

نیز ارشاد ہے: "اَلَّذِيْنَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ"۔ (جن لوگوں کو ہم

واپس فہرست پر جانے کے لیے اس تیر کے نشان کو کلک کریں۔

نے کتاب دی ہے وہ اس کی تلاوت کرتے ہیں جیسا کہ اس کی تلاوت کا حق ہے (البقرۃ:۱۲۱) یعنی آداب ومخارج کی رعایت کے ساتھ پڑھنا چاہیے۔

علامہ ابوالخیر شمس الدین محمد بن محمد جزری رحمہ اللہ نے متعدد طرق سے اس کے وجوب کو ثابت کیا ہے، ان کا مشہور قول ہے:

وَالْاَخْذُ بِالتَّجْوِیْدِ حَتْمٌ لَازِمٌ　　　مَنْ لَمْ یُجَوِّدِ الْقُرْآنَ

آثِمُ لِاَنَّہٗ بِہِ الْاِلٰہُ اَنْزَلَ　　　وَھٰکَذَا مِنْہُ اِلَیْنَا وَصَلَ (الجزریۃ)

یعنی تجوید کے ساتھ قرآن پڑھنا بہت ضروری ہے، جو قرآن تجوید سے نہ پڑھے گنہگار رہے؛ کیوں کہ اسی شکل میں اللہ تعالی کی جانب سے نازل ہوا اور اسی شکل میں ہم تک پہنچا ہے۔

علامہ ابن جزری رحمہ اللہ نے مزید فرمایا: "تجوید تلاوت کا زیور اور قراءت قرآن کی زینت ہے، یعنی ہر لفظ کو اس کا حق اور مرتبہ دینا، جو کلمہ جس حصہ سے نکلتا ہے اس کو وہیں سے ادا کرنا اور اسی مخرج سے نکالنا اور بلا کسی سختی اور مشکل کے اس کو صحیح صحیح پڑھنا اور مکمل لطافت کے ساتھ اس کی ادائیگی کرنا۔" (النشر فی القراءات العشر)

قرآن وحدیث میں تلاوت کی درستگی کی تاکید ملتی ہے، قرآن کریم کو خوش الحانی اور درست ادائیگی کے ساتھ پڑھنے کی کوشش ایمانی تقاضہ اور اللہ تعالیٰ سے محبت کی دلیل ہے؛ لہٰذا قرآن عمدہ انداز میں پڑھنے کی فکر ہونی چاہیے، جتنا علم ہو مزید کی سعی جاری رہے، حروف کی مکمل ادائیگی ہو، جو حروف ایک جیسے مخرج کے ہیں بالخصوص ان کی ادائیگی میں کسی قدر تکلف سے کام لے مثلاً: "وَلَا الضَّآلِّیْنَ" میں "ض" کو نہ "ظ" پڑھے، نہ "ذ"، اسی طرح "س" اور "ش" میں فرق رکھے، "ز" اور "ج" میں امتیاز قائم کرے، "ھمزہ" اور "ع" ہر ایک کو اس کے مخرج سے ادا کرے، دونوں کو خلط ملط نہ کرے، جو حروف حلق سے نکلتے ہیں ان میں زیادہ مشق اور توجہ کی ضرورت ہوتی ہے، حروف صفیریہ (ز،س،ص) کو سمجھے۔ دیگر تجوید کے قواعد اور اصول کو سیکھے اور ان کی روشنی میں عمدہ سے عمدہ قرآن پڑھ کر سعادت دارین کا حقدار بن جائے؛ ورنہ بہت سے مواقع پر حروف کی غلط ادائیگی اور اس کا صحیح تلفظ نہ کرنے سے بسا اوقات کلمہ عربیت سے نکل جاتا ہے اور اس سے معنی کا فساد لازم آجاتا ہے اور اس سے نماز بھی باطل ہونے کا خدشہ رہتا ہے۔ اسی سبب جناب رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: "رُبَّ تَالٍ لِلْقُرْآنِ وَالْقُرْآنُ یَلْعَنُہٗ" (احیاء علوم الدین) یعنی بہت سے لوگ قرآن کی تلاوت اس انداز سے کرتے ہیں کہ قرآن ان پر لعنت کرتا ہے۔

واپس فہرست پر جانے کے لیے اس تیر کے نشان کو کلک کریں۔

مجلس صیانۃ المسلمین پاکستان
بانی
حکیم الامت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ
ماہنامہ الصیانۃ لاہور
ذوالقعدہ ۱۴۴۵ھ، مئی 2024ء

مسنون دُعائیں

مفتی عبدالصمد ساجد زید رشدہٗ

سفر کے آداب

(1) نیت نیک رکھیں۔

(2) سامانِ سفر اچھی طرح دیکھ لیں اور محفوظ طریقہ سے تیار کر لیں۔

(3) سفر پر روانہ ہونے سے پہلے دو یا چار رکعت نفل پڑھ کر باری تعالیٰ سے خوب خوب خیر و برکت، عافیت و سلامتی اور آسانی و قبولیت کی دعائیں مانگیں۔

سفر کی دُعائیں

(1) سفر پر روانہ ہوتے وقت اہلِ خانہ کو یہ دعا دیں: أَسْتَوْدِعُكُمُ اللهَ الَّذِيْ لَا تَضِيْعُ وَدَائِعُهٗ. میں تمہیں اس اللہ تعالیٰ کے سپرد و حوالے کرتا ہوں کہ جسے سپرد کی ہوئی چیز ضائع نہیں ہوتیں۔

(2) گھر والوں کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر آیت الکرسی پڑھیں اور گھر والے آیت الکرسی پڑھیں پھر دونوں ایک دوسرے پر پھونک دیں تو ان شاء اللہ سلامتی و حفاظت رہے گی اور دوبارہ ملاقات ہوگی، یہ عمل بزرگوں کے مجربات میں سے ہے مسنون نہیں ہے۔

(3) گھر والے مسافر کو رخصت کرتے ہوئے یہ دعائیں دیں:

(1) زَوَّدَكَ اللهُ التَّقْوٰى وَغَفَرَ ذَنْبَكَ وَيَسَّرَ لَكَ الْخَيْرَ حَيْثُمَا كُنْتَ (جامع ترمذی) اللہ تعالیٰ تمہیں تقوی کا توشہ عطا فرمائیں، تمہارے گناہ معاف فرمائیں اور تم جہاں بھی ہو خیر تمہارا مقدر بنائیں۔

(2) أَسْتَوْدِعُ اللهَ دِيْنَكُمْ، وَأَمَانَتَكُمْ، وَخَوَاتِيْمَ أَعْمَالِكُمْ (سنن ابی داود) آپ کے دین اور آپ کی امانت اور آپ کے اعمال کا خاتمہ سپردِ باری تعالیٰ کرتا ہوں۔

(3) مسافر کے لیے یہ دعا بھی کریں: "اَللّٰهُمَّ اطْوِ لَهُ الْبُعْدَ، وَهَوِّنْ عَلَيْهِ السَّفَرَ" (جامع ترمذی) اے اللہ اس کے لیے مسافت طے فرما اور سفر اس کے لیے آسان فرما۔

واپس فہرست پر جانے کے لیے
اس تیر کے نشان کو کلک کریں۔

گھر سے نکلتے وقت یہ دُعا پڑھیں

(1) بِسْمِ اللہِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللہِ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللہِ۔ (سنن ابی داؤد)

(2) اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَعُوذُ بِكَ مِنْ أَنْ نَزِلَّ، أَوْ نَضِلَّ، أَوْ نَظْلِمَ، أَوْ نُظْلَمَ، أَوْ نَجْهَلَ، أَوْ يُجْهَلَ عَلَيْنَا (جامع ترمذی)

(3) اَللّٰهُمَّ بِكَ أَصُولُ، وَبِكَ أَحُولُ، وَبِكَ أَسِيرُ (مسند احمد)

(4) بسم اللہ پڑھ کر سواری پر سوار ہوں۔

(5) جب بیٹھ جائیں تو الحمد للہ کہیں۔

(6) سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ وَإِنَّا إِلَى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ۔

(7) تین مرتبہ الحمد للہ اور تین مرتبہ اللہ اکبر کہیں۔

(8) سُبْحَانَكَ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي، فَاغْفِرْ لِي، فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ۔

(9) اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ فِي سَفَرِنَا هٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰى، وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰى، اَللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا سَفَرَنَا هٰذَا، وَاطْوِ عَنَّا بُعْدَهُ، اَللّٰهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ، وَالْخَلِيفَةُ فِي الْأَهْلِ، اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ، وَكَآبَةِ الْمَنْظَرِ، وَسُوءِ الْمُنْقَلَبِ فِي الْمَالِ وَالْأَهْلِ۔ (صحیح مسلم)

(10) وَمَا قَدَرُوا اللهَ حَقَّ قَدْرِهٖ وَالْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمَاوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهٖ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُونَ۔

جب منزل پر پہنچ جائیں تو درج ذیل دعاؤں کا اہتمام کریں۔

(1) جب منزل کی آبادی نظر آنے لگے تو یہ دعا پڑھیں: اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوَاتِ السَّبْعِ وَمَا أَظْلَلْنَ، وَرَبَّ الْأَرَضِينَ السَّبْعِ وَمَا أَقْلَلْنَ، وَرَبَّ الشَّيَاطِينِ وَمَا أَضْلَلْنَ، وَرَبَّ الرِّيَاحِ وَمَا ذَرَيْنَ، فَإِنَّا نَسْأَلُكَ خَيْرَ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ وَخَيْرَ أَهْلِهَا، وَنَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ أَهْلِهَا وَشَرِّ مَا فِيهَا (السنن الکبریٰ للنسائی والمستدرک للحاکم)

(2) تین مرتبہ یہ پڑھیں اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيهَا"

(3) اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا جَنَاهَا، وَحَبِّبْنَا إِلَى أَهْلِهَا، وَحَبِّبْ صَالِحِي أَهْلِهَا إِلَيْنَا۔

(4) أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ۔

فضیلت: حدیث میں ہے کہ جو شخص کسی منزل پر پہنچے اور یہ دعا پڑھے تو وہاں سے کوچ کرنے تک اسے کوئی چیز نقصان نہیں پہنچائے گی۔ (صحیح مسلم)

واپس فہرست پر جانے کے لیے اس تیر کے نشان پر کلک کریں۔

ایسی کتاب جو آپ کی آنکھوں سے اندھیرے دور کر کے آپ کو روشن حقائق کی دنیا میں لا کھڑا کرے گی۔

ہمہ گیر موضوعات کو سمیٹ لینے والی دو کتابیں جنہیں اسکولوں، کالجوں اور مدرسوں میں داخل نصاب ہونا چاہیے۔

مولانا محمد اسماعیل ریحان

کی دو نہایت مفید تصانیف

1 نظریاتی جنگ کے اُصول

2 نظریاتی جنگ کے محاذ

- عسکری اور نظریاتی جنگ میں کیا فرق ہے؟
- استعمار اور استشراق کی تحریکیں کس طرح پروان چڑھیں؟
- مشنری ادارے کس طرح مسلمانوں کا ایمان چھین رہے ہیں؟
- مسلمانوں کو کس کس طرح سے نظریاتی طور پر گمراہ کیا جا رہا ہے؟
- صہیونی ادارے کس طرح کام کر رہے ہیں؟

ناشر: المنہل کراچی۔

رابطہ نمبر

0324-2206152

حج کا طریقہ
(حجِ تمتُّع)

فرائض
- احرام یعنی دل میں حج کی نیت کرنا اور تلبیہ کہنا
- وقوف عرفہ
- طواف زیارت

واجبات
- وقوف مزدلفہ
- رمی جمرات
- حج کی قربانی
- حلق یا قصر
- طوافِ زیارت کے بعد سعی
- طواف وداع

01 میقات سے پہلے عمرہ کا احرام باندھنا، نیت کرنا، تلبیہ پڑھنا (فرض)

02 عمرہ کا طواف کرنا (رکن)

03 عمرہ کی سعی کرنا (واجب)

04 سر کے بال منڈوانا یا کتروانا (واجب)
نوٹ: مرد کے سر کے بال انگلی کے ایک پورے سے کم ہوں تو سر کے بال منڈوانا (واجب)
نوٹ: عمرہ مکمل کرنے کے بعد احرام کھل جائیگا اور 8 ذی الحجہ تک بغیر احرام کے عام کپڑوں میں رہیگا

احرام!
05 8 ذی الحجہ کو حج کا احرام باندھنا (نیت وتلبیہ پڑھنا) (سنت)
9 ذی الحجہ کو زوال کے بعد وقوف سے پہلے (فرض)
نوٹ: حج کا احرام (نیت وتلبیہ) 8 ذی الحجہ یا اس سے پہلے ہی بہتر ہے

06 9 ذی الحجہ کی رات منیٰ میں گزارنا (سنت)

07 9 ذی الحجہ کو وقوفِ عرفہ کرنا (فرض)

08 10 ذی الحجہ کی رات وقوفِ مزدلفہ (واجب)

09 10 ذی الحجہ کو جمرہ عقبہ کی رمی کرنا (واجب)

10 حج کی قربانی کرنا یہ اصلاً دم تمتع ہے (واجب)

11 سر کے بال منڈوانا یا کتروانا
نوٹ: مرد کے سر کے بال انگلی کے ایک پورے سے کم ہوں تو سر کے بال منڈوانا (واجب)

12 10، 11، 12 ذی الحجہ میں کسی بھی وقت طوافِ زیارت کرنا (فرض)
نوٹ: اور 12 ذی الحجہ کو طوافِ زیارت غروب سے پہلے (واجب)

13 طوافِ زیارت کے بعد حج کی سعی کرنا (واجب)

14 11، 12 ذی الحجہ کو منیٰ میں رات گزارنا (سنت)

15 11، 12 کو تینوں جمرات کی رمی کرنا (واجب)

16 13 ذی الحجہ کو منیٰ میں قیام کرنا (مستحب)
نوٹ: اگر 13 کی رات منیٰ میں صبح صادق تک قیام کیا تو 13 ذی الحجہ کو تینوں جمرات کی رمی (واجب)

17 طواف وداع یعنی الوداعی طواف کرنا (واجب)

مزید راہنمائی کے لیے
"نُصرتُ الحُجّاج"
مؤلف: مفتی عبدالقدوس ترمذی مدظلہم
یا الصیانۃ ذی القعدہ 1445ھ / مئی 2024ء
صفحہ 12 پر مضمون "حج کیسے کریں" کا مطالعہ کیجیے
یا مستند تجربہ کار علماء کرام سے استفادہ کیجیے!

جامعہ اشرفیہ فیروز پور روڈ، لاہور، پاکستان۔
بیت الاشرف، 78-اے بلاک، ماڈل ٹاؤن لاہور۔
03334409994 / 03008873007
twitter.com / assyanah assyanahpk@gmail.com

مجلس صیانۃ المسلمین پاکستان